

Registered No. L. 2650

OCTOBER, 1936.

شمس الامان

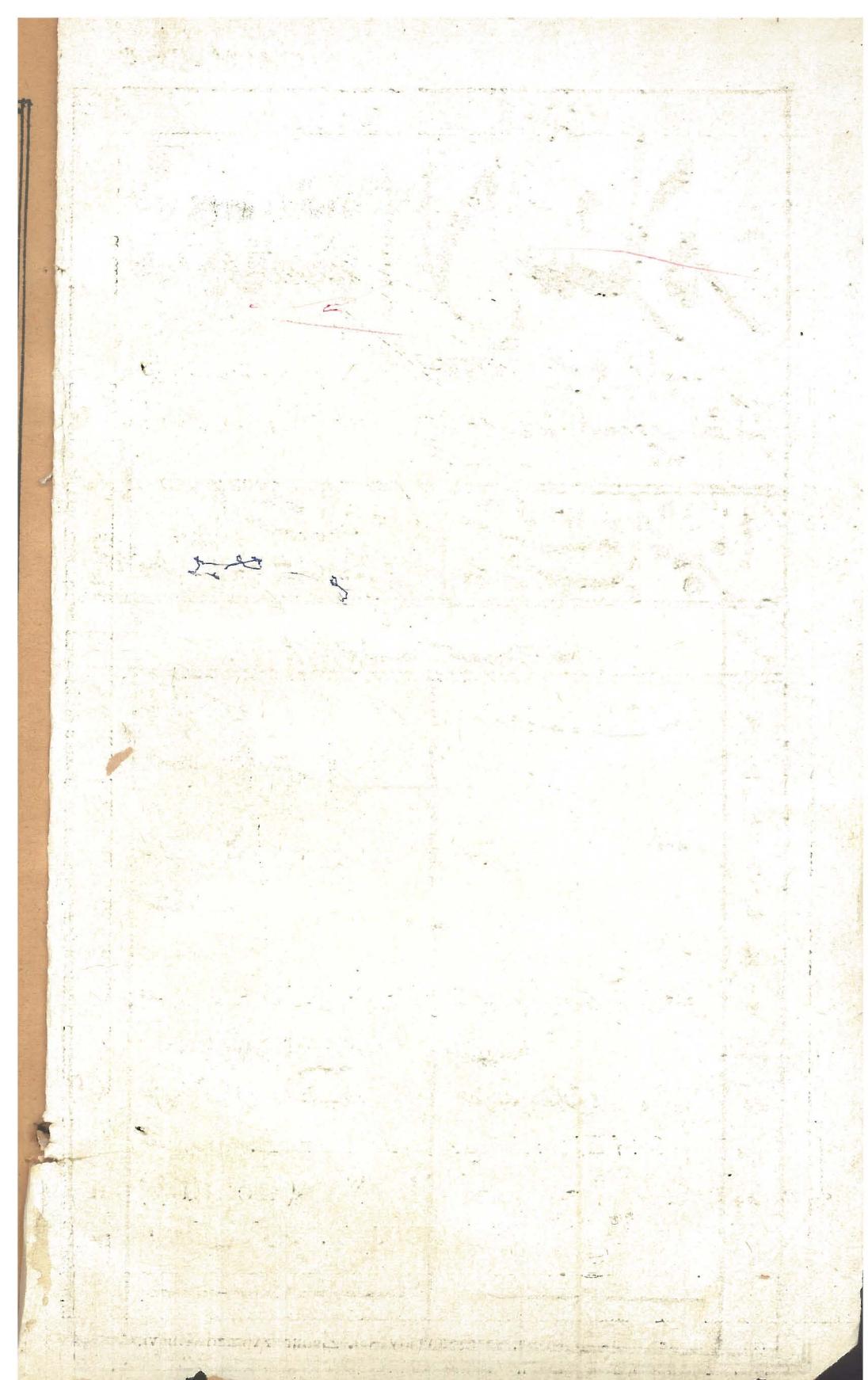
مکتبہ



Chief Editor: Zahur Ahmed Bugvi.

SHAMS-UL-ISLAM (Monthly)
BHERA (PUNJAB).

Printed at the Manohar Press, Sargodha by M. Zahur Ahmed Bugvi,
Printer & Published by him from the Office of "Shams-ul-Islam" Bhera.



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شمسُ الدُّرَاءِ

بھیرہ (بخاری)

جلد ۱۷ | بابت ماه جنوری مطابق شوال المکرم ۱۴۳۵ھ نمبر ۱

نمبر شا	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱	شدرات	
۲	حکمت و موعظت (سورۃ البقرہ) "	۱۹
۳	باب الحدیث (اسلامی نذری کا مکمل پوگرام	۱۸
۴	مشکلة الطلاق	۲۶
۵	نوازستقل	۲۹
۶	میرزا شیخ کیا چیز ہے؟	۳۰
۷	کشف التلیین (حبل دسم)	۹
	بسیلانشاشت ماه دسمبر ۱۴۳۵ھ	۱۷
		۲۷

شذران

نہ کامہ لاءِ ہو اور خواب آزادی } لاہور میں فتنہ وفا دکا جو طوفان اٹھا تھا وہ شرافت
 کی ہولناک تجویز } اور انسانیت کو پویند خاک کر کے ختم ہو گیا۔ مگر اپنے
 سوم اشات اور حماقت و ندامت پرور خدبات جھوٹ گیا۔ لاہور میں ہندوستانی علام نے دیوانِ نجی
 کے بونمطابق کہ ان کو دیکھ کر جسم، ذہب اور انسانیت اپنے سپی طیلیتے ہیں ۶۴۰۷
 بغیں بجا تھے۔ شیطان اپنی فتح کے نفعے بلند کرتا ہے۔ اور ہندوستان کا خدا ترس و
 امن پسند طبقہ شرم و غامت سے گروں جھکایتا ہے۔ وہ لوگ جو نہب کے نام پر ترقیمی طلم و
 تحدی روا رکھتے ہیں۔ اور نہب و دہرم کی حفاظت و اشاعت انسانی خون بہاکر بچوں کو تیزم اور
 عورتوں کا سہاگ اچھاڑ کرتے ہیں۔ وہ انسانیت کا فضلہ اور خوبصورت رہنے ہیں۔ کاشِ دُنیا اور
 بن کر آپنیں چلائے۔ آسمان سے برق گر کر جلا دے۔ اور وھی خوشی سے جلد از جلد مسُدم ہو جائیں۔
 اس لئے کہ ان کا وجود اقوام عالم کے لئے نگاہ انسانیت ہے اور ان کی خوبیہ ہتھی کی نمود موت
 سے بدتر ہے۔

او سنہی علام؛ سُن۔ تجھے خود نرضی نفس پر تی اور سیاسی حقوق کی لادھی طلبے نے دیوان
 پیدا یا ہے۔ تو نہب کا باعث اور انسانیت کا بڑیں دشمن ہے۔ تو دوسروں کو اپنا علام بنا کر خود اپنے
 آپکو نمایاں کرنا چاہتا ہے۔ نادان! تو قلعہ طلامات کو قصر ضیار تجویز رہا ہے۔ نیسم قاتل پر تجھے باوہ ناب
 بتفاکا گان ہے۔ اولتو نے نہب سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دُنیا میں نہیں تیکتی کو بنام و رسائیا۔
 انسان کے لباس میں بھیری ہے! سُن۔ بے جرم و خطابوں کی جیخیں، خاک و خون میں غلطان
 شہیدانِ ستم اور خون انسانی کی یہ موصیں جن سے دامن گئی داغدار ہے۔ ظالم؛ یتیری آزادی کی
 حشر پرستیکیاں ہیں۔ جن کو سُنکر ہر فرد سے سداۓ الامان اُمیتی ہے۔ ۵

شم سے گُرچب اگوا حاسن تیرے مل میں ہے

عقل کے دشمن ہیں جملِ محمود حبیب	کر رہا ہے لپٹے ہاتھوں آپ آزادی کا خوں
اُمّہ رہی ہیں جماشہ قنی کی پیسہم دھجیاں	تو کہاں نادان! اور پیکار آزادی کہاں
استعدمگرا ہوں پر نازشِ منزل رسی	ہر قسم وحشت خرامی کچ نگاہی خود سری

سندوں بیکھوں اور سماں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ان سب کو اسی ہندستان میں رہنا ہے۔ وہ وس طرح ایک دوسرے کا سرچوپ کر ایک دوسرے کو مٹا نہیں سکتے۔ نہ لٹی سیاسی حق حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کے استھان انگیر فرنگے۔ جسے جلوس اور تقریبیں ان کی قوم کو بھیسا یا تو بنا سکتی ہیں۔ مگر تعبیر دصلاح اور حفاظت و خودداری کی راہیں نہیں گھبھا سکتیں۔ دوسرے ہیں کوئی زور کرتے وہ خود طلاق تو نہیں بن سکتے۔ اور اس قسم کے منگھے کے ان کو ایک ذرہ برا بر کبھی غایہ نہیں پہنچا سکتے۔

پنجاب یا سیاسی شعبدہ بازول | ندہب دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ انسان کی بیتت کے فریب میں نہ آؤ۔ و خصلت کی اصلاح کر کے اُسے اخلاق و روحانیت کی بیتیدیوں پر پہنچاۓ۔ اور انسانی سوسائیٹی کو امن و عافیت کے ساتھ زندگی بس رکھا کر سچانہ ہی کبھی فسادی نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ فتنہ و فساد میں حصے لے تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ نہیں ہیں۔ بغرض حال اگر کوئی ندہب فتنہ و فساد اور جنگ و جدال کی تغییب فرے کر انہوں میں بعض وعدوتوں پیدا کرتا ہے۔ وہ ندہب یقین خدا کی طرف سے نہیں بلکہ انسانوں کا بنایا ہو۔ مگر ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ دنیا میں جتنے ہوناک فسادات ہوئے وہ نہیں تعلیم کا نتیجہ رہتے۔ بلکہ خود غرض لوگوں نے ندہب کا نام لے کر اداں کو آڑنا کر اپنا اتوسیدھا کیا ہے سیاسی شعبدہ باز۔ جاہ پرند اور یہ ڈری کے جو کے اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ندہب کا اثر دلکش میں بہت میقت ہوتا ہے۔ اور کسی ندہب کے سب پریو اپنے ندہب کی صبح حقیقت اور پوری تعلیم سے قافق نہیں ہوتے لیکن ندہب کا نام پر قباقی کرنا ضرور جانتے ہیں۔ اس جہالت و نادافی سے خاکہ اٹھا کر خود غرض لوگ اپنی قوم کو اپنے ذاتی مقتاصد کا شکار بنایتے ہیں۔ اور ندہب کی بذاتی و رسماں کا باعث بن جاتے ہیں۔ ورنہ ندہب دلحقیقت ایک پایام محبت ہے۔ اور امن و عافیت کی زندگی سکھانا ہے۔

ہماری سب سے بڑی بخشی یہ ہے کہ آج سیاسی شعبدہ بازب سے زیادہ ندہب کے حامی اور حافظ بن گئے ہیں۔ جو اپنی اپنی قوم میں ندہب کے نام پر اڑو رسوخ حاصل کرنا چاہتے ہیں ایسے فتنہ پر اڑیں ڈھوں نے اپنی اپنی قوم پر قابو پالیا ہے۔ اور آئیوالے دستور کا فسادات سے استقبال کر کے اپنے سفید آفڈل کی خوشخبری و رضا مندی کا پروانہ حاصل کر رہے ہیں۔ سمجھیں کہ کچھ کا انہدام کیوں ہوا؟ محض اس لئے کہ تاریخ نگاہ کی پاری کو فساد اور

اصلی پڑھاوی ہو جائے۔ مگر اس پر نہیں حمایت و حفاظت کے لیے موٹے پڑے پڑے ہوئے ہیں کہ اکٹھا فحیقیت کا آفتاب خواہ نصف النہار پر ہو سکیں کیا جال جو یہ بات کسی طرح آنکھا رینجا سہنہ اخیرات نے شورہ پشت اور فتنہ پر درکھوں کی پیچھی کیوں ٹھونکی؟ اس نے کوئی سکھوں کی سباد دی و اتحاد حاصل کر کے کیوں ایوارڈ کا خانہ کرا سکیں۔ اور مسوم فضایں سند و ولنے سکھوں کے ساتھ اتحاد کی پسیگھیں بڑھاتے ہوئے اپنے جلوس کو سکھوں کے شیدی دن کے جلوس میں کیوں دعم کیا؟ اس نے کہ غریب و مظلوم مسلمانوں پر اپنے خوفناک اتحاد کا عب جما یا جائے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر اسلام بھی حسب حمول شہیدی دن ملایا جائے اور سند و پریس اس کو زیادہ زیادہ خوفناک وہیبت انگیز نہ بنتا۔ قبولے اور فراد کے شحلے ہرگز بلند نہ ہوتے خیر جو ہے ناتھا۔ وہ ہو گیا۔ اگر سند و ستان کے سند و پریس کہ اور سلامان اب بھی سیاسی بازگروں کے تھکنڈوں سے قہف نہ ہوئے تو سند و ستان کی آزادی و امن پسندی کا فاتحہ پڑھو۔

مسلمان اور فراد

اسلام دنیا میں اس نے آیا ہے کہ بنی نويع انسان پر بر جمیت بن کر بے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا والوں کو نہیت کا صحیح مفہوم اسلام نے ذہن شین کرایا ہے۔ وہ ذہنیت کے امن کا محافظہ ہے۔ اسلام کا نام ہی صحیح پسندی اور امن پر مری کو ثابت کرتا ہے اسلام اور امن دوستہ اوف الفاظ ہیں مسلم کا قومی شمارتی پستی۔ آزاد روی اور امن پسندی ہے۔ اور اسلام و فراد دو شخصیات ہیں۔ آج سلامان اگرچہ اپنے مذہب مقدس کی ربانی ہمایت اور زین ہمایت کو سمجھتے ہیں۔ حد تک فراموش کر جائے ہیں اور ان کے تمام اعمال و افکار کی بنیاد قرآن حکیم پر ہیں۔ تاجر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آج مسلمانوں میں ہی سچی نہیت اور امن پسندی پائی جاتی ہے۔ اور وہ سند و قوں اور سکھوں کے متعلق فراد میں ہرگز استرانہیں کرتے گرہاں جب اپسے حالت پیدا کر دیتے ہیں جیسے لاہور میں ہوئے۔ تو وہ معتمد کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور سلامان یہ مدد پوری آزادی و بے باکی کے ساتھ مذہب سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھاتے۔ وہ بڑے سے بڑے جلوس کو ضبط و انتظام میں رکھنا سند و اور سکھی مدد روں سے زیادہ جانتے ہیں۔ اور ان کی تیزی و پوشندی ہر موقع پر سلامانوں کو پوری آزادی وقت کے ساتھ بے راہ روی سے بچائیتی ہے۔

اس کا روش اور حکمتی ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ اگرچہ مسجد شہید گنج کے اہتمام نے سلامان نے سند کو مریغ نسلن بنا دیا ہے۔ اور وہ حقیقی الامکان زیادہ سے زیادہ قربانی کر کے خدا کے گھر کو

آزاد دیکھنا چاہتے ہیں۔ مگر کسیاں مجال جو مسلمانوں نے مقتضیاتِ امن و انصاف کے خلاف ابھی تک کوئی قدم اٹھایا ہے۔ ان کے ضبط و صبر۔ امن پسندی صلح کو شی اور روا داری نے اقوامِ مہد پر ایک نہایاں اور عظیم الشان فتح حاصل کی ہے۔ جیسے ان کا طریقہ افتخار آسمان سے گمراہ ہے۔

پسندی مسلمان! مر جبا۔ تیری امن پسندی پر مر جبا۔ انسانیت کی بری کے علمبردار! تو نے اس قورِ حشت و بربیت میں پیشے نہ سب کی لاج رکھ لی۔ اور دنیا کے لامبیں بیوں کو اپنی لامبی بیت پر لخت کرنے کا موقعہ نہیں دیا۔

مسجد شہید گنج کو دن دھڑے لاکھوں مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے گرنا غتنہ قیامت سے کم نہ تھا۔ مگر وادیٰ مسلمان۔ کیا کہنا ہے تیرے ضبط و گھنی کا۔ تو نے اپنے آپو بے راہ نہ ہونے دیا۔ پھر وکیوں سجدہ شہید گنج ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں مسلمانوں نے دو مرتبہ لاہوریں ایک ایک دو دو لاکھ کے عدم النظری طبوں نکالے لیکن فساد اور استعمالِ الگیری تو ایک بہت بڑی چیز ہے۔

کسی مسلمان نے ہندو اور سکھ کا دل آٹا نہیں دکھایا۔ مگر شہد و ول اور سکھوں کے ایک ہی جلوس نے لاہوریں قیامت برپا کر دی۔

مسلمانوں کی خدمت میں ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں لگدارش کرنا چاہتے ہیں۔ ساری ایک لگدارش ہی کوہ زیادہ سے زیادہ حرف و احتیاط۔ تدبیہ و پوشندی صلح کاری اور روا داری کا ثبوت ہیں۔ وہ دنیا میں خبر الامم ہیں۔ امن و عافیت کے ساتھ زندگی بس کرنا ان کے مسلمان ہنپیکی ب سے پہلی بچان ہے۔ اور وہ امن عالم کے محافظ بن کر آتے ہیں۔ ان کو موجودہ تغزی و انتشار اور باہمی پھوٹ و اتفاق کو بھاڑی میں جھوٹک کر صحیح محنوں میں مسلمان بننے کے لئے منظم و متحفظ ہو جانا چاہیے۔ صرف انیمار کی بڑھتی ہوئی قومیں ان کا چراغ ہستی گل کر کے رکھ دینیں گے۔ اگر وہ اب بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے تو انہیں ہے کہ کہیں ہندستان میں بھی ان کا وہی حشر نہ ہو جو اپنیں میں ہوا۔ بیشک اگر وہ حفاظت خود اختیاری سے غافل ہے اور اپنے اعمال و افراد کی بنیاد قرآن حکیم پر نہ رکھی۔ تو وہ صفحہ سہتی سے مٹ جائیں گے۔ ان لیشاء یہ بکم و یأت بحق جدید۔

اگر وہ دنیا میں نرت کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ تو ان کا مفہتمم و اہم فرض یہ ہے کہ وہ فی الفور اپنی قولوں کو قرآنی ہدایات کی روشنی میں منظم کریں۔ اسوہ رسول اللہ کا قدم قدم پر اتبلع کرنا سیکھیں۔ ایک جسم اور ایک جان بن کر ہیں۔ نام کے مسلمان کام کے مسلمان بنیں۔

میں واحد کے پرستار وحدت و تنظیم کو بہر حال قائم رکھیں۔ اپنے لیڈروں اور رہنماؤں کے اعمال افکار کا کتاب و نسخت کی روشنی میں جائز ہلیں۔ اور جو خود غرض لیڈر مہبے نے جائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اور اپنے اغراض کے لئے مسلمانوں کو راستے ہوئے نظر آئیں۔ ان زمان سے پکڑ کر اپنے پلیٹ فارموں سے دھکے دیکھ لکالدیں۔ اگر مسلمانوں نے اس باذک و پرآ شوب دور میں بھی اپنے مخصوص اور خود غرض رہنماؤں میں تینزین کی اور راستے والے لیڈر کی پیشوائی کا اہتمام نہ کیا تو ان کی حالت بد سے بدتر ہو جائیں گی۔ خدا را مصنوعی لیڈری کے فتنے سے بچو۔

سینکڑوں فتنے پلے آغوش خاکِ نہیں

تقویتیں ان میں تو قیامت بن گئی اے لیڈری

جلشہ کی کفر و زبانہ میسم :- اس مادہ پرست دنیا میں کمزور ہبنا اور اپنی حفاظت و ترقی سے غافل رہنا بدتریں جرم ہے۔ بد تہذیبی ہے۔ اور وحشت و بربادی ہے۔ کمزوروں کو کمزوری کی سزا دینے کا سریاں داروں اور طاقتوروں کو ہر طرح حق حاصل ہے۔ سکاںوں کو بار بار کر اور ذہری لیگیوں کے بہپاۓ نے کہ انسان بننے کی طبیعتی ارجی بحق متعمرين مغرب محفوظ ہو چکی ہے۔ جو اسکو قہر و استبداد اور ظلم و عدو ان سمجھے وہ باغی ہے۔ دیوانہ ہے۔ اور اسکی آواز یورپ کے نقراخانہ میں طلبی کی صدائکا حکم رکھتی ہے۔

جمیعت اقماں کی نسبت ڈھنڈ و رہ پیٹا جانا تھا۔ کہ وہ امن عالم کی حفاظت ہے۔ مگر ان بی صاحبہ کا حسنِ خوبی "مچھریا کے باب میں ہیچی طرح کھل جانا تھا۔ اب زماں کی نیزگی و راز و شنی اور بدستی ملاحظہ ہو۔" جہش کے سلسلہ میں تو یہ بی صاحبہ بالکل ہی بے نقاب ہو کر منظرِ عام پر پہنچیں۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ بی صاحبہ اپنے عشوہ ناز سے مردوں کا دل قابو میں کرنا تو جانتی ہیں مگر اپنے عاشقوں و حشریداروں میں سے کسی سرپرے کو تحریر و سزا دنیا نہیں جانتیں۔

جب شہیبان اطاییہ لے غافل جہش کی چڑیا کو آن دبوچا۔ تو یہ بہت بھکیں۔ کئی دن تک تدبریوں اور تجویزوں کے کاغذی گھوڑے دوڑاتی رہیں۔ تبل اور کوٹکہ پر پاندیاں عائید کرنے کی دھمکیاں دینے پڑتی ایں۔ دنیا والے سمجھنے لگے تھے۔ کہ اب یورپ کے آسماں پر عدل و انصاف کے باول مسئللانے لگے ہیں۔ شاید جہش کی خشک اور پیاسی زین سیراب ہو لیکن خدا کا کرنا ہوتا یہ ہے کہ تحریر و سزا کے سارے منصوبے و حرے کے وھرے رہ گئے اور یورپ کے میجانے نیکا یک جہش کی موت کا محضر نامہ تیار کر کے تمام توقعات کو خاک میں ملا دیا۔

یعنی فرانس کے وزیر اعظم موسیٰ لیویں اور برطانیہ کے وزیر خارجہ سر سیوٹل ہور کی بھی بحث نے تجویز صلح مرتباً کر کے ظالم و جاپرا طالیہ کو یہ سزا دی۔ کہ جب شہ کا ایک بہت بڑا زخم خطرے یعنی اس کے تین صوبے اطالیہ کے والے کو دیتے جائیں۔ دیکھا آپ نے کہ امن عالم میں خلل ڈالنے کے حجم کی پاداش میں اطالیہ کو کمی عربت ناک اور ہمیت انگریز سزا می ہے۔ ہم غلاموں کے لئے تو یہ پین سیاست کا یہ آتھ پڑھاؤ ایک بہت بڑا معتمد ہے۔

جو لوگ اس امر پر حریت و تحریک کا انہیاں کر رہے ہیں۔ کہ جو لوگ مل جو شکی مہر دی کا دم بھرتے تھے۔ وہ آج کیوں اس طرح انگلیں بدل گئے۔ کہ جس کی تکابوٹی کردی جائے۔ اس کا لئے کلوٹے جب شہ کو کیا حق حاصل ہے۔ کہ وہ اپنی حکومت کے سربراہ و شاداب اور عطا فت پور خطرے سے تعلق ازدواج ہے۔ وہ شاید یہ پین سیاست کی بوجھیوں اور گھنیوں سے زیادہ واقعہ نہیں جھپوٹوں نے اطالیہ کے تمرد کی تحریز و سزا کے متعلق جمیعت افواام سے توقعات فائیم کی تھیں۔ وہ شروع ہی سے غلطی اور خوفزی میں مُبتلا تھے۔ اب توبہ۔ موجودہ سرمایہ داری دیوبس رانی کے زمانہ میں عمل و انصاف کی تلاش خود کو دہوکہ دینا ہے۔

اس کفن دُزدا نہ تقویم نے حکومت برطانیہ کی رائے عامہ کو برا فروختہ کر دیا۔ مزدود پارٹی اس گندم بجاوڑوں سے بہت تمدداً اٹھی۔ بیرون اس کے خلاف آواز بلند کی۔ فرانس کی رائے عامہ نے ایسی شرطیٹ کو اپنے قومی مفاد کے خلاف سمجھا۔ انگلستان کے عامہ نے اس میں اپنی قومی توہین سمجھی۔ بالآخر سرہنگل ہور صاحب کو قلمدان وزارت ہاتھ سے دینا پڑا۔ اور تحقیق ہو کر ایک بینی و دو گوش کنج عزلت میں جا بیٹھیے۔ مسٹر بالڈون کی وزارت نے اپنے سرذمہ وزاری لینے کی وجہ سے سرہنگل ہور کو قربانی کا بکرا بنایا۔ اور اپنی وزارت کی خیر مناہے ہے۔ اطالیہ کے مختار مطلقاً مولیٰ اور اس کے رفقاء اندازلا غیری کا ذکر نہ چکا۔ چاہتے ہیں۔ اطالیہ کے خلاف جمیعت الاقوام میں کی بندش عالیہ کرنا چاہتی ہے۔ اطالیہ میں تیل موجود نہیں۔ اس لئے تیل کی بندش اطالیہ کے لئے پسماں محنت ثابت ہو سکتی ہے۔ مگر مولیٰ اعلان رکھتا ہے کہ تیل کی بندش عالیہ کرنے والوں کے خلاف اطالیہ معرکہ کارز از گرم کریگا۔ گویا جب شہ میں ناکام رہنا چاہئے تو باعث عار سمجھتے ہوئے انگلستان و فرانس سے اپنا سرچھوڑ لینا اطالیہ کے زدیک زیادہ تح سن امر ہے ۴

سرعمر ہور طریقہ کا میرزا یوشیوں نے اسلام کے نام پر یہ پکے لاس سہوں کو دھوکہ اعلاء نکستہ الحق دیکھ تسلیخ اسلام کے نام سے لاکھوں روپیے کمائے۔ سادہ لوح

مسلمانوں نے انہیں اسلام کا علیم بردار مسجد کران کی مالی امداد سے دریغ نہ کیا۔ مسٹر کوشیم نے انیسویں صدی کے آخری میں بعثت مورپول اسلام قبول کیا۔ اور اسکی مساعی سے نو مسلموں کی ایک جماعت پسیدا ہو گئی جس نے انگلستان کے طول و عرض میں اسلام کے اصولوں کی اشتاعت کی۔ نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ مر جوہہ والی بھوپال نے بب سے پہلے مقام ووگنگ ایک سجدہ تعمیر کی۔ ۱۹۱۷ء میں ڈاکٹر شیلدر کے اسلام قبول کیا۔ اور دیگر ان اسلام کے ایسویں شین کے نام سے ایک تبلیغی ادارہ قائم کیا۔ تیس سال کے عرصہ میں ڈاکٹر خالد شیلدر کے ہاتھ پر دہرا ریوپن مسلمان ہو چکے ہیں۔ میرزا یوسفی کی طرف سے ۱۹۱۷ء میں فوج چکمال الدین آجخانی انگلستان میں مبلغ اسلام کی تھیت سے نازل ہوئے۔ ووگنگ مسجد پر قبضہ کر کے بندریہ تحریر د تقریز مسلموں کو اپنے دام فریب میں لانا پڑا ہا۔ کئی سال تک میرزا یوسفی کا طرز عمل مناقعاً نہ رکھا۔ کیا نو مسلم کے سامنے اپنے اصل عفت ایسا ٹھاکر اٹھا رہا تھا۔ لارڈ ہیڈلے مرحوم نے ۱۹۲۶ء میں میرزا ٹھاکر کے سامنے بے تعلقی کا اعلان فرمایا۔ ۱۹۳۲ء میں مسٹر خالد شیلدر کے مقام کلکتہ میرزا یوسفی کے مناقعاً نہ طرز عمل کی ذمۃت کی۔ حال ہی میں برش مسلم سوسائٹی لندن کے صدر سعیدر سویربٹ رنکن کے میرزا یوسفی کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ اور برش مسلم سوسائٹی لندن میں میرزا یوسفی کی شدائد پر اعتراض کرتے ہوئے صدارت سے اپنا استحقاقی فی دیا۔ اپنے بندریہ روپر اعلان فرمایا ہے کہ میں قدامت پسند اور پکا مسلمان ہوں۔ اخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ہانتے ہوئے کسی نے مدعا نبوت کو دایرہ اسلام سے خارج سمجھا ہوں۔ مولوی احمد علی صاحب امیر الحجج خدام الدین لاہور نے بندریہ نار سر رنکن کو ان کے اعلان حق پر مبارک باد دی جس کے جواب میں سر رنکن نے مولوی احمد علی صاحب کو بندریہ نار اطلاع دیا ہے کہ ہم سلفہ ملکیں کو ملک کے پابند اور اہل سنت وال جماعت کے عقیدہ کے پابند ہیں۔ سر رنکن کا ارادہ ہے کہ انگلستان میں میرزا یوسفی کے قلع قعن کے لئے ایک جدید سوسائٹی مرتب کی جائے۔ خداوند یعنی ہیے مرد جاحد کا حامی فناصر ہو جس نے میرزا یوسفی کا اکیس سال طاسم توڑا کر رکھ دیا ہے۔ انگلستان کی طرح ٹرینیا۔ مصر۔ بلن و دیگر اقطارِ عالم میں بھی میرزا یوسفی کے خلاف نوٹ و تھقات کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ہر جگہ ان کی تھقیفت آشکارا ہو رہی ہے۔ اور انشاء اللہ میرزا یوسفی کو ہر چکنہ بیت و ذلت کا سامنا ہو گا۔

غیر مقلدین کی این مسحود سے اندھی عقیقت: اس سلطان ابن مسعود نے انگریزی کمپنی کے تھ

کان کنی کا معاہدہ کر کے ججازی آزادی کو خپڑوں میں ڈال دیا۔ مجلس احرار اسلام نہد نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ آزادی ججاز و تحفظ حسرین کا ہر شیدائی اس معاہدہ کی خبر سے نزد پاٹھا۔ مگر فرقہ غیر مقلدین میں سے بجتیت کے بعض انسے مغلبلجس احمدار کو اعلاء کلتہ الحق کی پاداش میں گایا ہے۔ یہ میں یک لکھنہ نہ اسہندا اور لاہور کا افتکلاب جوباہم دست و گریباں سنتے۔ حمایت کفر میں کیک زبان و یک خیال و یک آواز ہو چکے ہیں۔ بنارس کی الحدیث کا فرنزس نے معاہدہ کان کنی کو سلطان ابن مسعود کی عظیم ایشان اسلامی خدمت قرار دیا ہے۔ جو لوگ امام اعظم ابو حیفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تفتسلیک کو شرک قرار دیتے ہیں۔ اور علی بالحدیث کے منی ہیں۔ ان کی تحقیق پرست۔ ابن مسعود کی تفتسلیک جامد۔ اور سوہر کامیات صدی اللہ علیہ وسلم کی آخری صیت اخزو جواہرہ و النصاری امن جزیرۃ الحب کی صریح خلاف ورزی دنیا کیلئے باعث تعبیر ہے۔ ۶۰ دسمبر کو ہندوستان کے طول و عرض میں یوم ججاز منایا گیا۔ صدیقات پر جلے منعقد ہوئے۔ کروڑوں سماںوں نے اس معاہدہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ گھنپنڈ غیر مقلدین ڈیگر اہلیت کی علیحدہ سجدہ بنا کر ملت اسلامیہ میں تشتت و افتراق کا باعث بن ہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کرے ۷

مولانا اطہور احمد صاحب گوی کا سفر کلتہ | مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۳۵ء کو مولانا اطہور احمد صاحب کے میں آپ کو اگرچہ مرض پواسیرہ زجیر وغیرہ سے بچات حاصل ہو چکی ہے۔ مگر ابھی تک ناسور مندل نہیں ہوا۔ احباب کے اصرار اور بعض اطباء کے مشورہ سے ہمیوں پیش کی علاج کی عرض سے کلتہ جانازر وہی سمجھا گیا۔ آپ کے دل ہی خدا نے تبلیغ اسلام کی بھی نظر پر رکھی ہے جس کے مقابلہ میں آپ کو اپنی صحیت کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ کلتہ جاتے ہوئے راستہ میں آگرہ۔ کان پور اور گیانیں تبیغی فراخیں انجام دیتے ہوئے آپ سوہر دسمبر کو کلتہ پہنچے۔ خدا کے فضل و کرم سے دوستہ اُن مرض دُور ہو چکی ہے۔ قارئین کرام آپ کی کامل صحبت یا بی کے لئے دعا فرمائیں۔

کلتہ میں بھی مولانا مدد و ح کی سامنی جیلیہ جاری رہیں۔ میرزا نیوں کو دعوت مناظرہ دی گئی۔ مگر ان کو مسید ان میں آئنے کی جگات نہ سوکی۔ جامع مسجد ناخدا میں ختم نبوت پر تقریر فرمائی۔ مولوی محمد امین صاحب رئیس التجار کلتہ کے دولت کده پر ایک مختصر تقریر کے دو ایں میں مولانا نے فضائل قرآن پر روشنی ڈالی۔ کلتہ کے آڑہت داران و تاجر ان چرم مولوی

محمد امین صاحب رئیس التجار کے ذریعہ مولانا کو تقریر کے لئے دعوت دی۔ تاجر ان چرم میں سے چندہ نامور و مقرر اشخاص کا ایک باذقار جلسہ تسلیٰ بازار میں محدثین جان محمد صالح نے کو دار میں منعقد ہے۔ مولانا مدد عزیز نے اپنے خدا داد جدید فصاحت سے کام لیتے ہوئے دو گھنٹے تک و سرکار آنحضرت تقریر فرمائی جس میں مسئلہ ختنہ پست حقیقت میرزا بیت نصیانی صحابہ اتباع سنت۔ الحاد و مدیریت پر زبردست تنقید فرمائی۔ مجھپتو بازار کے تاجر ان پاپوش کے اصرار پر تپرسے وال مولانا مدد عزیز کو تقریر کار فوائس بلڈنگ میں بھی ہوئی۔ علاوه ازیں شب و دن مولانا کے قیام کا ہر طلاقات کرنے والوں کا مانتا بندھا رہتا ہے۔ تباہ لئے خیالات کے بعد کئی مذہبیں راہ راست پر آچکے ہیں۔

مولانا مدد عزیز جلسہ سالانہ حزب الانصار کے انتظامات کے لئے ۱۰ جنوری سے پہلے واپس جھیوڑ پہنچ چائیں گے۔ کارکنان حزب الانصار بے تابی کے ساتھ مولانا کی ویپی کے منتظر ہیں۔
بیا بیا کہ دلم بے تو سخت جیران است

اعلیٰ دار

فائزین کرام کو سال نو کی آمد اور عبید الفطر کی مبارک بیت ہوئے ہم اپنی کو تاسیع کرو دیں اور فروغناہ استثنوں کا اعتراف کرتے ہوئے معدودت پیش کرتے ہیں۔ ۲۵ فہریت کا سال حزب الانصار کے مصائب و آلام کا مورد ہے جس کے مدرا علی اور حزب الانصار کے سرپرست و امیر حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی کی طوبی علاالت اور مرزا سے غیر حاضری کارکنوں کی پیشی و حوصلہ فرمائی کا باعث بھی رہی۔ جدیدہ کی اشاعت پابندی وقت کے ساتھ نہ ہو سکی۔ قرآن نمبر و تسبیح نمبر نکلنے کی حسرت دل ہی میں رہی۔ الحمد للہ کہ دو دو ماہ کے اکٹھے پرچے شایع کر کے ہم خدیاران کا حساب بیان کر چکے ہیں۔ سال حال کا نیا پرچہ الائع خدمت ہے۔ مولانا ظہور احمد صاحب کبھی تکمکلہ میں بغرض علاج مقیم ہیں۔ اس لئے جس دیدہ کے مضمایں کی ترتیب وغیرہ حسب وغیرہ نہیں ہو سکی۔ جدیدہ کو بہنہ و ٹکپ پلانے کے لئے کمی تباہیزیر غریبیں مگر سایہ کے بخیر و نیا کا کوئی کام نہیں ہیں۔ مل سکتا۔ حزب الانصار کے مصارف۔ دارالعلوم عزیزیہ میں مقیم مسکین و میتمی کی پورش غرض ستم اخراجات کا بار ایک ہی دل و دماغ (یعنی حضرت مولانا ظہور احمد صاحب) پڑا لیت انصاف سے جدید ہے۔ حزب الانصار کو اپنے مقاصد میں کامیاب بنانا ہر فی وحشی مسلمان کا وطن ہے۔ ایسے حالات میں بہبک مولانا مدد عزیز کو احمدیہ کا مل صحت حاصل نہیں ہوئی۔ ہمارا فرض ہے کہ ہر قسم کی جانی والی

قریبی سے اس ادارہ کو قائم کیکیں۔ اس لئے ہر ہمدردیت اور حاضری دین کی خدمت میں انتباہ ہے۔ کہ حزب الانصار کی مالی امداد اور جریدہ کی توسیع اشاعت میں حصہ لے کر ایسے نازک حالات تین ہماری مدد کرے۔ دو ماہ کے اندر ہر خریدار اگر کم از کم دو حسنہ بیاروں کا چندہ پذیر یعنی آرڈر سجھ جو اس توہین مدتک تلافی ہو سکتی ہے۔

رادرہ

مَنْ أَنْصَارِيٌ إِلَى اللَّهِ ۖ در کاریں دلوں نے چند

کون ہے جو اندھے دین کی مدد کرے۔ کفر کا طاغوتی شکر اسلامی قلعہ پر حملہ اور ہے شیعہ میزانی۔ آریہ و عیانی طرح طرح کے ہر جلوں سے آستہ ہو کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں مشغول ہیں۔ وہ سیاست والیاد کے علمبردار اسلامی تعلیمات کو فتح کرنا چاہتے ہیں۔ حزب الانصار نے عرصہ سات سال سے شمسِ اسلام کے ذیعہ ان فتنوں کا دلیری سے مقابلہ کیا ہے اس شخص کے نام تبلیغی اغراض کیلئے ہر ماہ رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ مکجح حزب الانصار جریدہ کے معاشر فرد داشت کرنے کے مقابلہ ہے۔ اس لئے تجویز کی گئی ہے کہ قوم کے چند مخیر و دو دل رکھنے والے اصحاب شمسِ اسلام کی بाक اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور اسے چندوں سے بے نیاز کر دیں۔ تاکہ یہ ہزار ہاکی تعداد میں مفت تقییم ہو کر رائے عامہ پر اثر ڈال سکے۔

دین کی خدمت کیلئے لبیک ہنے والے اگر طھیں

پانچ روپیہ ماہوار اعانت کرنے والے حضرات جسڑیہ کے سروپت کھلائیں گے۔ ان کے اسمائے گرامی رسالہ کے سرووق پر تجویز ہو اگلیں گے۔ ایک روپیہ سے پانچ روپیہ ماہوار عطا کرنے والے معاذین

میں شمار ہوں گے۔ ان کے اسماء بھی رسالہ میں شایع ہوتے رہیں گے۔ سرپرست و معافین حضرت کی سفارش پر امان ساجد و غریب طلباء کے نام جریدہ مفت ارسال ہوا کر گیا۔ اور یہ حضرت رسالہ کی پالیسی کے بھی ڈاکٹریٹر ہوں گے۔ اور ان کے مستورہ سے چندہ سالانہ میں بھی تکی کردی جائیں گے۔ اس لئے ہم منتظر ہیں کہ خدمت دین کے لئے کون آگے بڑھتا ہے۔ دو ماہ کے اندر مسلمانوں کے دینی ذوق و ولود عمل کا امتحان ہو جائیکا۔ ٹھنڈے امتحان ہے تیرے ایسا رکا خود داری کا

شرف: حضرت مولانا ابواللیث سید محمد عبدالرشاد شاہ صاحب سجادہ نشین کلکتہ نے جریدہ ہذا کا سوسپیس بننا قبول فرمایا ہے جنہاً زاد اللہ خیر الہبّر۔ مہر دا ان طرت اپنی رائے سے جلدی میں مطلع ہوں گے۔

حضر الائمه الشافعی و مالک و حنفی

مودودی جنوبی ۱۹۳۶ء مطابق ۲۱-۲۲ دسمبر شوال المکرم ۱۳۵۷ھ

مزج جمیع وہیت و آیت وار بحث امام جامی مسجد پھیر و منعقد ہو گا۔ باہر سے تشریف لانے والے
صحاب موسیم کے مطابق بستہ و گرم کپڑے ہمراہ لائیں۔ قیام و طعام کا انتظام خزانہ انصاف
کی طرف سے بلا حدا و ضمہ ہو گا۔ ملک کے نامور علماء کو دعوت شمولیت وی کئی ہے۔

والحـلـومـعـزـزـيـهـبـهـيرـهـنـجـابـ،ـكـادـخـلـهـ5ـشـوـالـسـتـشـرـمـعـهـ۔ـإـسـالـ
مـدـرـسـيـفـاضـلـ(ـنـجـابـقـوـنـورـشـيـ)ـقـتـىـامـخـانـكـےـلـيـظـلـبـهـكـوـتـيـارـكـرـنـکـےـلـيـخـاصـكـاسـ
كـھـولـوـيـگـئـيـہـ۔ـخـواـہـشـمـدـطـلـبـاـدـبـہـتـجـلـدـبـھـيرـهـمـیـںـپـنـچـکـرـاـسـحـشـمـدـعـلـمـسـےـسـیرـابـہـوـںـ:

شمس الالم کا تسلیع نمبر

ماہ فروری کا جسرو یہ شمس الاسلام تبلیغ نمبر ہوگا۔ خوب لانصا
کی سالانہ عظیم اشان کا تقریش ۱۷-۱۸-۱۹ جنوری کو بمقام جامع مسجد نصرت
منعقد ہوگی جب اسے مسجد نصرت کی عکس تصاویر سے بھی جسرو یہ مرتین ہوگا پہ نیز
تبلیغی مضامین درج کئے جاؤں گے۔

٢٧

حکمت موعظت سورة البقر کی تفسیر

قرآن حکیم میں جس قدر سورتیں ہیں۔ ان میں کچھ نمایاں اور ممتاز خصوصیات ہیں۔ انہیں خصوصیات کو تنظر رکھنے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام میں فراویٹے ہیں۔ سورۃ بقر میں چونکہ بکار گائے فرج کرنے کا قصہ بیان کیا گیا ہے اور اس قصہ میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ اس لئے اس کا نام سورۃ بقر و قوار پایا۔ اس سورۃ کی کل دو سوراتی آیات ہیں۔ اور یہ سورۃ منی ہے۔ یعنی دینیہ میں نازل ہوئی ہے۔ صاحب الفتن نے صرف دو آیتوں کو مستثنی کیا ہے۔

اس سورۃ کا موضوع ہے کہ اس میں مسلمانوں کو فلاح و لبقا اور انتہائی کامیابی و کامرانی کی لیتی تعلیم دی جائے کہ مسلمانوں میں صحیح کیر کیڑہ پسیدا ہو۔ ان کی زندگیوں میں پاکیزگی حیات کا ذرجمک ممکن ہے۔ ان رُطْفَرُو کامرانی کے تسام راستے کھل ہائیں۔ وہ حکومت ارضی و سماوی کے ماک بخایں۔ اور وہ ندہب اخلاق کے پابند تکہ دنیا و آخرت کی انتہائی کامیابیوں و کامرانیوں سے بہرہ اندوز ہوں۔ اس موضوع کو ایک ایسے نظم و اسلوبِ حقیقی کے ساتھ سلسلہ وار بیان کیا گیا ہے کہ عقل انسان دنگ رہ جاتی ہے۔

روئیت | قرآن حکیم کا روئیت سخن کل بنی نویں انسان کی طرف ہے۔ لیکن چونکہ اس کے نزد کے وقت یہودیوں کی جماعت سب سے بڑی جماعت تھی۔ یہ شریعت موسوی کے حامل اور مبلغ ہونے کے دعوییدار تھے۔ ان کی افرادی و اجتماعی خرابیاں حد کمال کو پہنچ چکی تھیں۔ اور ان کی گمراہی حق و صداقت کے لئے ایک بہت بڑا فتنہ بن چکی تھی۔ اس لئے اگرچہ اس سورۃ کا روئیت سخن ہے یہودیوں کی طرف ہے۔ لیکن درحقیقت تمام بنی نویں انسان کی طرف عموماً اور مسلمانوں کی طرف خصوصاً ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ان کے امراض و مفاسد کو کھول کر بیان کر کے اور یہودیوں کی گمراہیوں و غلط کاریوں کا جھوپ طی پورہ فاش کر کے حق و صداقت کے ملبکاروں اور مسلمانوں کو صحیح راہ عمل دکھادی جائے۔ کوئی یہو یہ ہے وہ صراطِ مستقیم جس کو چھوڑ کر یہودی گمراہ ہوئے۔

سورۃ البقرہ کے مضامین | اس سورۃ میں تین قسم کے لوگوں کا بیان ہے۔ دا، ایمان دار و پیغمبر کار بینی وہ ارباب ایمان و صلاح جو تعلیم حق کے ساتھ گروں اطاعت جھکاتی ہیں۔ اپنی زندگی احکامِ الہیہ کے مطابق بنائیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

کی محبت و اطاعت میں مرمتیتیں۔ ۴۲، کفر و شرک کے پرستار جوں کے شمن باطل کے حامی اور
قولیت حق کے جذبہ سے محروم نہیں اربابِ کفر و شیطنت ان کا مقصد وحید یہی ہوتا ہے کہ
ہر حق و اصلاح کی آواز کی مخالفت کی جائے۔ بندگانِ خدا اپنے میبو و حقیقی تک نہ پہنچنے پائیں۔
خاقان کاٹمات کی عبادت و خرفت کرنیوالا ایک انسان بھی دنیا میں نہ ہے۔ اور انسان حدیثہ من مانتے
خود ساختہ خداوں کے سامنے رہ جو دل ہے۔ ۴۳، منافقین اور دو خلے یعنی وہ لوگ جو زبان سے
ایمان ظاہر کریں اور دل میں کفر رکھیں۔ اہل ایمان سے بھی تعلق رکھیں اور کفار و منافقین سے بھی
مطہریں۔ اس سورۃ میں ترتیب وار انہی تینوں قسم کے لوگوں کا تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔
ان کے بعد اہل ایمان و اصلاح یا ہر اُمت میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ عوام انساں اور
اربابِ علم و فضل۔ عوام انساں کی نظر طوہر اعمال پر ہوتی ہے۔ ان کا بگاڑا اور بنا و کے ذمہ اور ارباب
علم و فضل ہوتے ہیں۔ اور اربابِ علم و فضل جنایت و معروف کے شفہتہ اور نہبکے علمبردار
ہوتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کا بھی اس میں ذکر کیا گیا ہے۔

اس سورۃ میں یہودی علماء کی گمراہیاں اور خرابیاں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی میں ایسے
کہ اُمت محمدی کے اہل علم مسند رسول کے جانشین اور علمبردارانِ حق و حریت ان کی گمراہیوں
اور حشر را بیوں سے بصیرت اندوڑ ہوں۔ اور اپنے وہن کو ان خابیوں آلوویوں اور بجاستوں
سے بچائے رکھیں۔

اس سورۃ کے شروع میں بت لایا گیا ہے کہ نہب انسان کی نظرت میں داخل ہے۔ وہ الہام یافی
کے ساتھ سر جبکا نے پر محبوو ہے۔ نہب ہی امن و تہذیب کا بنیج ہے۔ انسانیت کا حرشیم
ہے۔ اور دو این کی جملائیں خاذتہ وار و فیل ہے۔ دنیا میں انسان کو سکون واطینیان اسی صورت میں تیار کیا
ہے۔ کوہ قوانین اہمیت کے مطابق زندگی اپنے کرے۔

اس میں تہذیب اخلاق کا بھی بیان ہے۔ احمد بن مسیح کا بھی اور معاملات کی تعلیم بھی ہے۔
اخلاق و روحانیت۔ تمدن و سیاست اور تعمیر و اصلاح کا کون اگر ہے جو اس میں نہیں بت لایا گیا۔
راز ہے ترقی و کامرانی کو اس میں واشکاف طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔

الحمد

حروف مقطعات :- قرآن پاک میں ۲۹ سورتیں ایسی ہیں جن کی استاد حروف
مقطعات سے ہوتی ہے۔ ان کے متعلق مفسرین میں سخت اختلاف ہے۔ بعض کافل یہ ہے کہ

ان کا علم محبوب و مبتور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لپٹنے ہی لئے مخصوص رکھا ہے! اس کے سوا کوئی شخص ان کے معنے نہیں جانتا جو شیخ ابوالکعب جعفر بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فی کل کتاب سرہ فی القرآن احادیث السور لعنی اللہ تعالیٰ کا ہر آسمانی کتاب میں ایک نہ ایک بھی ہوا کرتا ہے۔ اور قرآن میں اس کا بھی وہ حروف مقطعاً ہاست ہے۔ جو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہر کتاب کا کوئی تکوئی خلاصہ ہوتا ہے۔ اور اس کتاب کا حنفی لاصحہ حروف ہجی ہیں۔

امام شعبیؒ سے ان حروف کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ حروف کا بھیہ نہیں۔ ان کی تلاش میں مت پڑو۔ اس طرح ان حروف کے متعلق مفسرین میں سخت اختلاف ہے۔ برعکمال حکمات کو جھبڑ کر دنیا بہات کے تھجھے پر ناجائز نہیں اس میں گراہی کا اندازہ ہوتا ہے جو فتاویٰ مقطعاً کا علم خدا جس کو چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

ذالک الکتاب لاریب فیدہ

دراس کتاب میں کچھ شاک نہیں،

یہاں ایک شبہ ہوتا ہے کہ یہاں مشار الیہ تو حاضر ہے اور ذالک اسم اشارہ بہم ہے اور بعید کے لئے موضوع ہے۔ اس کے کئی جواب اور سبب ہیں۔

۱) خدا نے قدوس جل مجدہ نے قرآن کو جنمًا بخاً اُمّارا ہے۔ یعنی ایک سورت کے بعد دوسری دوسری کے بعد تیسرا اور ایک آیت کے بعد دوسری آئیت۔ یعنی وہ اکٹھا یک بارگی نہیں ہوتا سورہ بقرہ سے پہلے اور بھی بہت سی سورتیں نازل ہو چکی تھیں۔ تو ذالک کا اشارہ اُمّ سرتوں کی طرف ہے جو اس سورت سے پہلے تازہ چکی تھیں پس اس کا استعمال صحیح ہوا۔ اس پیشہ ہوتا ہے کہ الکتاب سے مراد قرآن ہے۔ اور بعض سورتوں پر قرآن کا اطلاق کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اس کے جواب میں صاحب تفسیر کہہ رہا تھا ہے کہ قرآن کے بعض پچھی قرآن اور کتاب کا اطلاق صحیح ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَإِذَا قرئَ

القرآن فَأَسْتَمْعُونَ إِلَهُكُمْ أَوْ جَبْ قرآن پڑھا جائے۔ تو اس کو سنو۔ اس میں بعض قرآن کو قرآن فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی آئیں ہیں جب میں اللہ پاک نے بعض قرآن کو قرآن فرمایا ہے۔

۲) اللہ تعالیٰ نے ابتدائے نبوت میں جناب سروردِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا

کہ اِنَّا سَنُّتُقْعِدُ عَلَيْكَ قُولًا نَعْيَشْلَا۔ یعنی ہم تجوہ پر ایک ایسی کتاب نازل کرنے گے جس کو کوئی سٹانے والا نہ مٹا سکے گا۔ یہ آیت سورہ فرقہ کی ہے جو سورہ بقر سے بہت پہلے ابتداء نبوت میں اُتری تھی۔ سو اس آیت میں اس وعدہ کی طرف اشارہ ہے۔

رسم، اسی سورہ میں بنی اسرائیل سے خطاب ہے۔ اُنے کہا جاتا ہے کہ یہ دی ہی کتاب ہے جس کے نازل کرنے کا وعدہ موئیؑ سے کیا گیا تھا۔

اسماء قرآن اُن پاک کے بہت سے نام ہیں جن کو تم تفصیل دار بیان کرتے ہیں۔ ۱۱، کتابت۔ یہ بروز قیام۔ قرآن پاک میں کتاب کے کئی نام ہیں۔ اول فرض کے معنوں میں جیسے کہتے ہیں۔ اس زمانہ مفسرین کا اتفاق ہے کہ الکتاب سے مراد قرآن ہی ہے۔ اور کتابت مخصوص علیکمُ الْقِصَاصُ۔ اور کہتے ہیں علیکمُ الصِّيَامُ یعنی ہم نے تم قصاص کو فرض کیا۔ اور تم نے صادِ قین۔ یعنی اے شکرین و جاحدین اگر تم پچھے ہو تو دلیلِ حجت لے آؤ تو تم مجھے اجل یعنی وقت جیسے دُمًا اهلکنا میں قویۃ الا ولها کتاب محلوم۔ یعنی احمد ہم کی بقیہ کو ہلاک نہیں کرتے۔ مگر اس کا ایک وقت معلوم ہوتا ہے۔

رثا، قرآن۔ یہ دوسرہ نام ہے۔ ابن عباس کا قول ہے۔ کہ قرآن اور فراہمہ دونوں کے ایک ہی معنی ہیں بسفیان بن عینیہ فرماتے ہیں۔ کہ قرآن کو قرآن اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں حروفِ حجع کے گئے۔ تو کلمات ہو گئے کلمات جمع کے چھتے تو آشیں بن گئیں اور آشیں بن گئیں جس کی گئی تو سوتیں ہو گئیں۔ اور سوتیں جس کی گئیں تو قرآن ہو گیا۔ پھر اس میں علوم اولیں و آخریں جمع کر دیئے گئے۔

رسم، فرقان۔ یہ تیسرا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَبَتَّتِ پَمَّ الْهُدَى وَالْفُرَقَانَ۔ اور یہ ایت ورقان کی کھلی کھلی باتیں ہیں۔ قرآن کو ورقان اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے درس و مطالعہ سے انسان میں ایک ایسی نیزدست قوت فیصلہ پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ بآسانی حق و باطل میں تیرنگ کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اس کو خدا کی طرف سے ایک نور بصیرت عطا ہوتا ہے جس کی روشنی اس کو تمام الخوشوں ٹھوکریں اور گمراہیوں سے بچا لیتی ہے۔

رسم، ذکر۔ یہ چوتھا نام ہے۔ ذکر، ذکر کے دو معانی و مطالب ہیں۔ اول یہ کہ یہ قرآن خدا کی طرف سے ایک یادگار اور یادداشت ہے اُن تکالیف اور احکام کے باخیں جن کا بندوں کو منظف بھیڑایا گیا ہے۔ دوسری کہ پوچھس اس پر ایمان لا سکتا۔ اس کے حق میں یہ قرآن باعثِ عز و نیز اور یا وکار بن جائیگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ إِنَّا هَنَّ نَذَلَنَا الْذَّكْر۔ یعنی ہم نے اپنا ذکر یا قرآن نازل

کیا۔ یعنی قرآن کی تعمیم ایسی ہے جس کے درس و مطالعہ سے انسان کی سولی چونی نعمت جاگ ہٹتی ہے۔
دعا غنی تو قرآن پر جستہ ہیں۔ اور انسان اپنا بھولا ہوا مقصد حیات صلحہ کر سیاہے۔

وَهُوَ حَدِيْثٌ۔ یہ پانچواں نام ہے۔ حدیث بات کو سیکھتے ہیں۔ قرآن کو حدیث یہسیئے کہا گیا
کہ یہ حکمرت بَ کی سُورت میں بہتیت مجموعی نازل نہیں ہوا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اس میں مکملین
سے خطاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اللہ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيْثَ۔ اللہ تعالیٰ اپنی بات

نالیں کی ہے۔ **رَبُّهُ حَمَّةٌ عَظِيْمٌ**۔ یہ چھٹا نام ہے۔ ارشاد باری ہے۔ یا یہا اَنَّا نَسْ قَدْ جَاءَتْكُمْ
مَوْعِظَةً مِنْ رَبِّكُمْ۔ یعنی لے لو! تمہارے رب کی کلف سے ایک موغظہ آگئی ہے۔
موغظہ کے معنی میں نصیحت اور پند۔ گویا قرآن پاک ایک عمدہ نصیحت و نعوظ ہے۔

رَبُّكُمْ سَاتُوا نَامَ حَكْمَةً۔ حکمۃ اور حکیمہ ہے۔ جیسے وَكَذَ الْكُفَّارُ أَنْزَلَنَا
حُكْمًا عَوَّيْتًا اور مِنْ آیَاتِ اللَّهِ وَأَنْحَمَمَتْهُ امْلَیْنَ وَالْقُوَّانِ الْحَکِيمُ وَغَيْرُهُ۔
حکمت کے مأخذین اختلاف ہے۔ خیل کہتے ہیں کہ وہ احکام اقدار امام سے ماغزد ہے۔ بعض کہتے
ہیں کہ حکمت کے معنی سمجھ کے ہیں۔ حکمت انسان کو محماقت و نادانی سے روکتی ہے۔

رَبُّكُمْ آتُوكُمْ شَفَاءً۔ جیسے وَنَذَرْلِ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَاءٌ وَرَحْمَةٌ
لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ یعنی قرآن مونین کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔ یعنی قرآن شفاء جسمانی بخشنے
والا ہے۔ اور اس کی تعمیم پل پر اپنے سے امراض روحانی مسئلہ کفر و شرک سے بھی بخات ملتی ہے
اور دل کا شک و شبهہ زائل ہوتا ہے۔

ایسی طرح قرآن پاک کے دویت ۳۴ نام ہیں۔ ان میں سے صرف آٹھ نام پیش کر دیئے گئے ہیں۔
دَيْبٌ کے معنی ہے۔ شک کے قریب قریب ہیں۔ لاریب فیہ کے معنی یہ ہیں کہ اس میں دھڑا
سادگی اور نصاحت وغیرہ اس دیجہ کی ہے کہ کسی شک رتنے والے کو اس میں شک کرنے کی
گنجائیش نہیں۔ قرآن پاک نہایت محکم در واضح ہے۔ کسی عاقل کو اس میں شبہ نہ کرنا چاہیے۔

قرآن حکیم نے دین الہی کا دوسرا نام ہی العلم رکھا ہے۔ حالین قرآن کی نسبت کہا گیا۔ کوئی کے
سینیوں میں عیم ہے۔ نیز کہا۔ قرآن برلن ہے۔ اور لوز وہی ہے۔ سراسر عالم حکمت ہے۔ اس
میں شک و ریب کا گذر کہا؟ اگر شک و ریب ہر۔ تو یہ خود ذہن انسان کی بھی ہے۔ ایمان
و اولین کے لئے تو وہ بے شک طاقتہ نفس اور زوال شک کا باعث ہے۔ ارباب کفر و نفاق
اگر رس میں ملن و شک کریں۔ اور تین و قیاس است دوڑائیں تو یہ خود اُن کے دوں کا مرضی ہے۔

باب الحدیث

اسلامی زندگی کا سلسلہ پرگرام

غزوہ تونک رجب ۹ صھی میں ہوا۔ اس غزوہ میں خدا کاران اسلام کو نخت جانکارہ تکلیف برداشت کرنی میں غربت و تسلیم تھی کا یہ عالم تھا۔ کصحابہ کو اس غزوہ میں لئے پاؤں کے نخوں میں چیختہ باندھنے پڑتے تھتے۔ بے سرو سامانی کا یہ حال تھا۔ کہ سپاہیوں کے پاس سواریاں تکم نہ تھیں۔ اٹھارہ اٹھارہ اٹھارہ کے حصہ میں صرف ایک اونٹ آیا تھا۔ ٹھانے کی بے سرو سامانی کا یہ حال تھا۔ کہ ایک ایک سپاہی کے حصہ میں ایک ایک چھوٹا رہ آیا تھا۔ پھر توبک کا سفر بھی دُور دراز کا سفر تھا۔ اور دسری طرف قیصر روم ہر قل دو لاکھ جانباز سپاہیوں اور مرشیم کے سامان جنگ سے آراستہ مدینہ نورہ پر چل کر نے کو تیار بیٹھا تھا۔ الخرض یہ حق و بطل کا سخت سر کھانا۔

یہ رسول اللہ کا آخری غزوہ تھا۔ اس کے بعد انحضرے کوئی غزوہ نہیں کیا۔ اور اس کے چند ماہ بعد ہی آپ کا وصال ہو گیا۔ اس غزوہ میں آپ نے ایک نماز کے بعد ایک نہایت جامع خطبہ ارشاد فرمایا۔ یہ ایسا نام اور اُخري خطبہ ہے۔ جو ایک سچے حقيقة اور حسناء پرست مسلمان کی زندگی کا مکمل پروگرام ہے۔ سادھات بدوست کی تمام تعلیمات کا خلاصہ و سچوڑ ہے۔ عاشقان رسول صلیم اور فدائکاران ملت کا فرض ہے کہ وہ اس اہم جماعت اور آخری خطبہ کو بغور پڑھیں۔ اور اس دور بداعمالی میں اس پرکے فلاح دین دنیا حاصل کریں۔

این خطبہ عالیہ معتقد سے کچاس فقرے ہیں۔ اور ہر فقرہ میں نصیحت و موعظت اور حکمت و مرفت کا ایک بے پایا سمندر پوشیدہ ہے۔ یہ کچاس جواہر زینے ہفت الیم کی بادشاہی سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ادیہ چاپیں فرقے اصل و حقیقت اور صداقت کی ایسی نکاریں کہ ہر سلمان کو آؤ ویڑہ گوش نباۓ اور ان پر اپنی اسلامی زندگی کی بنیاد رکھے۔ ہم ان فقروں کو علیحدہ علیحدہ بذریعہ کو ترجمہ و تغفیل کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ تاکہ مطلب صحیح میں آسانی ہو۔ حمد کے بعد ارشاد فرمایا۔ اما بعد

فَإِنْ أَصْدَقَ الْحَدِيثَ كِتَابَ اللَّهِ (حَدِيثَ)

خود اللہ پاک رکھتے ہیں و مَنْ أَصْدَقَ مِنَ اللَّهِ قِيلَا۔ اللہ سے زیادہ کون اپنی بات میں تجاہر کرتے (رہنگی کلام سے صدقی میں رہنگی کتاب کی کتاب ہے)

علم و بصیرت کا اصلی حصہ ہے نیما میں صرف قرآن ہے۔ دنیا میں حکمت صادق کی بنیاد ہی قرآن نے رکھی۔ قرآن حکیم ہے۔ میں پاک محبت و بیان ہوں۔ دعوت علم ہوں۔ میں بصیرت ہوں اور حق و صدقہ کی ایک ہی راہ ہوں۔ پس ارشاد رسول کا مشتمل و مخداد ہے۔ کہ جو شخص حق و صداقت کا سختیا چاہے اور جو ہدایت و تحقیق کی طلب رکھتا ہو۔ اس کو چاہئے کہ وہ کتاب اللہ کی طرف بوجوئے کرے۔ اس کا زوال ہوا ہی اس لئے ہے کہ قرآن والے اس کے درس و مکارے لئے انہوں نبی پیدا کئیں۔ لئے تمام اعمال و افکار کی بنیاد کتاب آئی پر رکھیں۔ اور سر فرزندِ اسلام اس کو اپنی زندگی کا دستور اعلیٰ بنائے۔

وَأَوْلُقُ الْعَرَى كَلِمَةُ السَّمْوَى (حدیث)

سب سے بڑھ کر بھروسہ کی بات تقویٰ کا کلمہ ہے۔

تقویٰ کے معنی اپنے نفس کو خدا کی نافرمانی سے بچانا۔ گناہ کی جانب لے جانے والی چیزوں سے بپہنچ کرنا اور خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔ جس نے تقویٰ کو حاصل کر لیا۔ اس نے دین و دنیا کی تمام بھی لاشیں اور خوبیوں کو جمع کر لیا۔ تقویٰ کی ترغیب سے قرآن و حدیث لبریز ہیں۔ مائدہ تعالیٰ فرماتے ہیں :
 اَنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اَتَقَوُا وَالَّذِينَ هُمْ اَنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اَتَقَوُا وَالَّذِينَ هُمْ
 مُحْسِنُونَ ۝
 کریں۔ اور ایک کام کریں۔

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :
 وَمَنْ يَقِنَ اللَّهَ بِحَلْلِ لَهُ مُخْرِجًا وَ جُو تقویٰ کرے خدا تعالیٰ اس کو سب تھیوں سے نجات فرمائے یَرِدْقَهُ مِنْ خَبْثٍ لَا يَخْتَسِبُ ۝ میں۔ اور ایسی جگہ سے روزی دیتے ہیں جس کا حال اس سے مسلم نہ ہو۔ یعنی تقویٰ و پہنچ کاری سے تھیوں سے نجات لیتی ہے۔ اور رزق حلال حاصل ہے تو ہے۔ پس تقویٰ کے کلمہ سے بڑھ کر بھروسہ کی کوئی بات نہیں۔

وَخَيْرًا مُمْلَلَ مَلَهُ إِبْرَاهِيمَ (حدیث)

سب متلوں سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام ہے۔

یہود و نصاریٰ کو بھی ملت ابراہیم کے پیروکار ہوئے کا دعویٰ تھا۔ مگر قرآن حکیم نے علی الاعلان کہ یہود و نصاریٰ کو ملت ابراہیم سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ بلکہ وہ دونوں را وہ حق سے بھیکھنے ہوئے ہیں۔ اور ضالالت و گمراہی میں مبتلا ہیں۔ بلکہ ملت ابراہیم کے اصل پیر و امانتِ محمدی اور

فلایان توحید ہیں۔ اور یہی ملت ابراہیمی تمام ادیان دل سے بہتر و افضل ہے۔ جب سلطان ہی ملت ابراہیمی کے اصلی پیر ہے ہیں۔ تو ان کو چاہئے کہ وہ خالص طور پر خدا کے ہو جائیں اور مشترک و بدعت کے نزدیک ہی نہ بھٹکیں۔ ورنہ ان کا سلطان ہونا مخدوش ہو جائیں۔ اس خصوصیت کی بنا پر سلطان میں دنیا ہمان کی مج ایساں اور کمزوریاں جمع ہو سکتی ہیں۔ مگر وہ مشترک اور بعینہ نہیں ہو سکتا۔

ملت ابراہیمی کے پیروو! جانتے بھی ہو، حتیٰ، ابراہیمی کی شرط اولین کیا ہے؟ کیا راحت فرباندہ اور بن جانا، احتناکیاں بھیسا۔ ہونا، چلا گنا۔ کھانا پشا۔ چلنے پھرنا اور جیسا وہ مناسب بچے مدد کیجئے ہو جانا۔ اور اپنی حضرت کو صالح اور قطب کو سیدم رکنا۔ ملت ابراہیمی امام ہے سے کٹ کر صرف خداستے جو طبقاً اور عینی و صداقت کے لئے سب کو تھوڑو دیتا۔ امامت مسلمہ کے موسیں آئندہ حضرت ابراہیمی اللہ علیہ السلام سے حیات تک کیئے توحید کے پرستاروں کے ساتے کو نما اسوہ حشرت حضور مطہر کو کہے نہیں جو حریت کی حمایت و حفاظت کے لئے اپنی قوم سے علیحدگی کری۔ اور صفات اعلان کر دیا۔ کوئی تم سے اور تم سے مجبودوں سے بری ہوں۔ بلکہ حق کی احناط اس کا شہادت خدمت نہ آگے ہیں کوئی رضا اگوارا کیا۔ آپ نے لپنے وطن کو ترک کر دیا۔ مگر دعوت الیہ مدد کے اہم و اقدام فرض کو ترک نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے اس طرزِ عمل سے بتلا دیا کہ اگر کبھی قوتیت اسلام میں تصالح ہو تو ہر ہم فامت کا فرض ہے کہ وہ فوراً اس کی پابندیوں سے لپنے آپ کو آزاد کرے اور وظیت اسلام کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

پیاس کیہے ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ کی محبت اور حق و حریت کی حمایت و حفاظت کیلئے صرف قوم و وطن ہی کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ اپنی عزیز ترین متعار حیات یعنی اپنے لحت جگر اور نور نظر حضرت اسماعیل عبیہ السلام پر یعنی تریلم و رضا کی چھری چلا دی۔ ان ابراہیمی کمالات کے ظاہر ہونے کے جو کیا ہوا؟ آپ تمام دنیا۔ کے امام و پیشوائیاں بنا سکے۔

بو سلطان ان اوصاف و خصائص اور فضائل و کمالات کا حامل نہیں۔ وہ صحیح معنوں میں ملت ابراہیمی کا پیرو و نہیں۔ پس سلطانو! اگر امامت و پیشوائی کی خواہ ہے۔ اور دنیا میں خشنود و کامیاب ہونا چاہتے ہو۔ تو اپنے اندر ابراہیمی اشیار و فدویت اور اسماعیلی فدا کاری و سفرتی مسیحی سیدا کرو۔ کیونکہ ملت ابراہیمی کے لئے یہ چیزیں الزم اللوازم ہیں۔ کامیابوں کی بنیاد قربانی ہے۔ امامت و پیشوائی کے لئے صحابی اور مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اگر نہیں سے اندر جانی و مالی قربانی کا خوب نہیں۔ تو تم دنیا میں کبھی عزت و کامرانی کے ساتھ زدہ نہیں رہ سکتے۔

وَخَيْرُ الْمُتَنَّ سَنَةٌ مُحَمَّلٌ (حَدِيث)

سب طرقوں سے بہتر طریقہ مصلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔
سیرت طیبہ نبویہ کا مطالعہ کرو تپیہن معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہی نسخہ مشفا مسلمانوں کی تمام بحراں اور
دکھلوں کا واحد بلاج ہے۔ اس لئے کہ آپ شریعت الہی کے ترجمان اور اسلام کے اوپرین سفیر
ہیں۔ آپ کو حمدناج قدوس نے ساری دنیا کے لئے اسوہ سنۃ قرار دیا ہے۔ آپ کا طریقہ سب طرقوں
سے بہتر ہے؟ اس لئے کہ آپ ہی دنیا کے بخت دنیہ ہیں۔ آپ کی زندگی کی صفات اور
پہمیت انسانی زندگی کے تمام عقدوں کا حل ہے۔ جن کی شان میں کہا گیا ہے ۔
حِلْ يَصْنَعُ وَمَنْ يَتَّبِعْ يَهْبِطْ دَارِ زَوْهَرَةِ دَارِي

آپنے خوبیاں ہمہ دارند تو تہرا داری

آپ کا وجود افسوس اسلام کی تہذیب ہے۔ ایسا ہے اسلام کا تبدل ہے مسلمانوں کا وطن اور قومیت
ہے۔ وہی قانون و نہب بھی ہے۔ حضور انہیں سیاست اسلامی کے ترجمان ہیں۔ اور اسلام
کا نظام حسنیت نظام اخلاق کا بانی ہے۔ دنیا والوں نے زندگی اور اقبال مدنی کے طریقے آپ ہی
کے طریقہ سے سیکھے ہیں۔ انسان فکر و عمل کو صحیح راہیں آپ ہی کی تعلیمات نے بنالی ہیں۔ آپ کا طریقہ
عالماں کو لوگوں ہایت سے لبریز کریں گا ذمہ دار ہے۔ اتوام عالم کی بجائت درستگاری کا کھیل ہے۔ اور آج
قولے انسان پر آپ ہی کے طریقہ کی حکومت ہے۔ پس مسلمانوں کی زندگی اور زندگی کی صحیح راہ یہ ہے کہ
وہ نبی کرم مصلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا مکمل طور پر اتباع کریں ۔

وَأَشْرَفَ الْكَدِيْثِ ذِكْرُ اللَّهِ (حَدِيث)

سب باقیوں پر اللہ کے ذکر کو شرف ہے ۔
اللہ کی یاد نہیں کی جان اور روح انسانی کی غذا ہے۔ ذکرِ الہ کے لذیزروں اکیلِ الحجه بھی نہ
نہیں رہ سکتی۔ آج جبکہ دنیوں پر ماوریت و نیفایت کا سکے بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا علاج صرف اللہ کا
ذکر ہے۔ اللہ کی یاد دنیوں جہان کا فوری سینے جس دل میں خدا کی یاد نہیں۔ وہ دل نہیں بلکہ تھیز
کا کھڑا ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں ۔
أَلَا مَذْكُورُ اللَّهِ وَ تَطْمِئْنَ النُّقُوبُ । یادِ رکھو۔ اللہ کے ذکر ہی میں قلب سا اطمینان
وَ لِذِكْرِ اللَّهِ أَكْبَرُ ۔ ہے۔ بیشکِ اللہ کا ذکر ٹراہے۔

جس دل میں اور گھر میں خدا کی باد نہیں۔ وہ ویران و برباد ہے۔ انسان کو بغیر اللہ کی یاد کے کسی طرح
ابخوبیوں اور پریش نیوں سے بچات نہیں میں سکتی ہے۔ ذکرِ اتنی سے انسان عاجز ہی کی طرف چھکتا ہے
اور خود بخود گرا بیوں اور غفلتوں سے بچتا ہے۔ پس یادِ اتنی کو حرج جان بناؤ۔ اور وین و دنیا میں چھلوپھوپو لو۔

وَأَحْسَنَ الْفَضْلَ هَذَا الْقُرْآنُ (حدیث)

۱۴

رسب واقعات سے پاکیزہ تر یہ قسم آن ہے،

ایسے کہ قرآن مجید نہایت پاکیزہ و مقدس کتاب ہے۔ خدا تعالیٰ کا وہ کلام بائیت نظام ہے۔
جو جسموں لے جھکاؤں کو رواہ ہدایت و سعادت بتلاتا ہے۔ اس کی تعلیماتِ اعقل و فطرت
الہانی کے عین مطابق ہیں جن کا عمل انسانیت۔ نسب و اخلاقی اور روحاںیت کی انسانیت
بلندیوں پہنچاتا ہے۔ اور اس کے واقعات و سقایوں شووح کو جگاتے ہیں۔ قرآن مجید احکام
نہایت محکم صاف اور روشن ہیں۔ وہ دین و دنیا دوں کا سچا رہنمای ہے۔ قرآنی اصول کی پیروی
جہاں دین میں ہے ایت و سعادت، کی راہیں کھولتی ہے۔ وہ دنیوی فتنوں و برتری اور فائزِ الماری
و کامیابی کی بھی ضامن و تکمیل ہے۔ یعنی اس کو مضبوط پکڑ لیا۔ اس کو دنیا جہاں کی بھسلائی و
بستی نہ تھے آگئی۔ اور اس نے اس کو حوطہ اس کے دوسری جہاں تباہ ہوئے۔

وَخَيْرُ الْأُمُورِ هُوَ زِهْدُهَا (حدیث)

۱۵

بہتر کام اولوں سے نرمی کے کام ہیں۔

شرعیت فقط قیل و قال کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے عملی حصہ سے فائدہ اٹھانا نے کام ہے۔
شرعیت کے ظاہری و باطنی ارکان و آداب کی پابندی سے زیادہ کوئی کام الوالزمی کے نہیں۔
میون قانت کے غرم کی بلندی داخل بحق ہونا ہے۔ اگر کوئی مسلمان خلوصِ عمل اور ولی شوق و رغبت کے
ساتھ احکام اسلام کی پابندی کرے۔ اور ہر حالت میں راضی برضا یکہر دنیا جہاں کے مصائب
و آلام کا مقابلہ کرے۔ تو اس کے غرم کی بلندی عرض سے باہمیں کرتی ہے۔ اس پر الواز و تجدیدات
منکشف ہوئے شروع ہو جاتے ہیں۔ نمازیں روئیت خداوندی کے بلند تحلیل سے چشم
حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور تجلیاتِ عرفانی کا قدم آگئے ہی آگے بڑھنا جاتا ہے۔

(رباطی وارو)

تحقیق المسائل مسئلہ الطلاق

(از محمد رحمت اللہ اد شد جاسی)

ہمیں مندرجہ بالا عنوان پر دیانتداری اور انصاف سے قرآن و حدیث کی روست ایک تفصیلی بحث مطلوب ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ علمی ہے اور تنبر سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ارباب علم و فہم کے دنایہ سے اپل ہے کہ وہ اس پر نہایت ہی وجدان سیدم و صفحہ ذوق سے غور فراہیں۔

حنفی، شافعی، مالکی، حنبیلی نماہب ارباب و جمہور علماء امت اس امر متفق ہیں کہ بخش خص اپنی عورت کو بکای وقت بکای لفظ جموعۃ نہیں نے تجھے تین طلاقیں دین سے مطلقہ رکھتے یہ اس کے حب الطلاق طلاق ثلاثہ مخلطہ ہی واقع ہوگی۔ واحدہ رجعیہ نہیں۔ اور وہ عورت اس کو مطلق سے نکاح نہیں کر سکتی حتیٰ تکہ زوجاً غیرہ۔

وہ انسان جو لپتے آپ کو حنفی، شافعی، مالکی، یا حنبیلی کہلاتا ہے۔ یا کسی اولو الخرم امام کی تقیید کا مدعا ہے۔ اور بوجب ارشاد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی گزدن الفہم تقیدیت اُڑاستہ پرستہ ہے۔ اس کے لئے صرف اپنے امام (مقلد) کا قول جستہ ہے۔ گستہ مردیکی تفتیش و تحقیق کی شروت نہیں۔ بلکہ اسے قول امام پر ہی قناعت کرنی ہوگی۔

چونکہ اس مسئلہ میں اختلاف صرف غیر تعلق حضرات کو ہے۔ اس لئے ہم اس نام مضمون کو صرف قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کریں گے۔ گفت فقہیکی طوف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ کتاب اللہ کے بعد درجہ اخوند سنت رسول اللہ کا ہے۔ اس لئے چھپنے قرآن مقدس میں نہیں ملیگی۔ اُسے یہ کتب حدیث میں تلاش کرنے کی سی کریں گے۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں بالکل وہی فرق ہے۔ جو قرآن و شریح میں ہے۔ قرآن اگر اجمال ہے۔ تو حدیث تفصیل ہے۔ کتاب اللہ کا معارف و خطاوت سے ملوہ ہے تو سنت رسول اللہ اس کا شریح کے لئے موجود ہے۔ کتاب اللہ کا تحقیقی اس صلی بھیوم اتم و اکمل طریق پر صرف وہی سمجھ سکتا ہے جس پر کہ اس مقدس صحیفہ کا نزول ہوا۔ اور جسے اس کتاب اللہ کے لئے داعی ہونے کا خواستہ کیا گیا۔ اب یہ مذیل میں ہبند قرآنی تصریحات دیکھتے ہیں۔ جن میں صاف صاف صاف طور پر سنت ہوئی کی پائیں گے نہ اب یہ ضروری ہے۔ بلکہ ہمین فرض ہے۔

قرآن رسالت واجب العمل ہے۔ ما انکا کو الرسول فخذ وہ و ما نهَا کم عنہ فانلھوا

رسول اشتبهین بنی الحارث صلی اللہ علیہ وسلم جو چنین میں عطا کریں اُسے بہت جلدی بغیر سوچے سمجھے جائیں لیت ومل کے لئے لو۔ اور جس کام سے روکیں اُسے بہت جلدی پھوڑ دو۔
وَلَا يَخْفَى عَلَى أَدِيَابِ الْعَلَمَاءِ فِي تَخْذِيلِ وَكَلِيفَيْدِ مَعْنَى التَّعْقِيبِ بِالْمَهْلَةِ
”حب اپنی ابیان رسول میں مختصر ہے：“

قلْ إِنَّكُنْتُمْ تَجْبُونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يَحِبِّكُمُ اللَّهُ أَعْلَمُ فرماد۔ کہ آگر ہمیں خدا سے محبت ہے تو میری (یعنی رسول عربی کی) ابیان کرو۔ خدا نے قدوس (رَحْمَةُ) مہتابے اس دعویٰ کو سچا سمجھیا بلکہ تمہیں اپنا محبوب بنایا۔
اس آیت شریفیں ابیان رسول دعوے سے محبت اپنی کے لئے ثبوت قرار دیا گیا ہے۔ کوئی اب ن حب اپنی کا دعویٰ کرتے ہوئے علاً ابیان نبوی نہ کرے۔ وہ لپٹے اس ادعای میں کا ذوب او عَنْدَ اللَّهِ مَحْدُودٌ حکم نبوی سے اعراض کفر ہے۔ قل اطِّبِعُوا اللَّهَ وَاطِّبِعُوا الرَّسُولَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ۔ لے رسول اعلان فرماد۔ کہ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر وہ روگرانی اور اعراض کریں۔ تو تھیں کافروں کو سندھنیں فرماتے۔
رس آیتیہ میں صاف صاف واضح ہے۔ کہ جس طرح عصیانِ اپنی کفر ہے اسی طرح رسالت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ احادیث سے اعراض بھی کفر ہے۔

”اطاعت رسول رحمہ اپنی کا سبب ”تام ہے“ :-

اطِّبِعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تَرْجِحُونَ۔ خدا اور رسول کی اطاعت بجا لاؤ۔ رحمہ کے جائے گے۔
”حقیقی فیصلہ مُہمی ہے جو حندا اور رسول صادر فرمائیں۔“
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرْدًا أَلَيْهِ اللَّهُ وَالرَّسُولُ أَنْ لَتَنْتَهُمْ تَوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ۔ اگر تمہیں ایکسی امریں نزاع واقع ہو جائے تو اس کو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف روکو۔ بشرطیکہ تم خدا اور آخرت سے ایمان رکھتے ہو۔

جیسا کہ اس آیت میں خدا کی طرف روکنے کے معنی کتاب اللہ کی طرف روکنے کے لئے جائیں گے۔ اسی طرح آخرست کی طرف روکنے کے معنی سنت نبوی کی طرف روکنے کے لئے جائیں گے۔
”جِرْ وَقْتٍ تَكُونُ خَحْضُرَتُهُ كَفِيلَهُ إِيمَانٍ نَّلَأِيَاجَيْهُ اُسْقَتٌ تَكُونُتُ اِيمَانٍ بِيَسِرِهِنِ عَوْتَيْ“
فَلَوْ وَرِبَكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يَحْكُمُوكَ قِيمَةً شَجَرَ بِنَهْمَهُ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ فِي الْفَسِيْحَمِ حَرَجًا
ما قصیت وَيَسِلُّوْنَا تَسْلِيْمًا۔ ہرگز نہیں تیرے پر ورگار کی قسم قلعاموں نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ
اپ کو رکنحضرت کی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اختلافات کا حکم نہ بنایں (فقط یہی نہیں) پھر جو کچھ آپ

فیصلہ فرمایا۔ اُس میٹھن نہ ہوں۔ یا اپنے قلوب میں شکوک و شبہات پائیں اور (ہرگز مومن نہیں ہو سکتے) تاوقتیکیہ پوری تسلیم نہ کریں۔ یعنی جیسا اتباع ظاہری فرض ہے اسی طرح انقیاب الٹنی بھی اذب ضروری ہے معلوم شواکر فرمان رسالت پر تھوڑا سا شیخ رنجی کفر و الحاد ہے۔

”بعشتِ رسول سے حقیقی مقصد اطاعتِ رسول ہے“

”ما ارسلنا من بنی الٰیطاع بادن اللہ۔ ہم نے رسول کو صرف راس لئے ہی مجموعت فرمایا ہے کہ اسرائیل کے بوجب ان کی اطاعت کی جائے۔

”اطاعتِ رسول عین اطاعتِ اللہ ہے“ من يطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اُسی بعینہ اطاعتِ اللہ کا فرض انجام دیا۔ ”فرمانِ رسالت کی خلاف ورزی و رو دھنیم کا سبب ہے“

من يشافق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبين غير سبيل المؤمنين قوله ما قولى و نصله جهنم و ساءت مصايبوا۔ بعد از ہدایت جو شخص تمحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف اور طریقہ مؤمنین کے بیان کی دوسرے ستہ کا اتباع کر گیا۔ اسے ہم اُسی سلسلے میں جھپٹوڑیں گے جبے اُس نے پنڈ کیا اسینی کھرو ارتلادیہ میں ٹھیکیں اور اُسے جہنم میں داخل کریں گے۔ اور جہنم بتیں باز کشت ہے۔

”ارشادِ نبوی بخلاف عملِ راسونیوں کے کو دردناک عذاب کی انتظار کرنی چاہئے“۔ فلیحذدُ الدّینَ بِخَالِفَوْنَ ثُغْنَ امْرَکَانَ لِيُصِيدُهُمْ فَتَنَةً اَوْ لِيُصِيدُهُمْ عذاباً الیم۔ احکامِ نبوی کی خلاف ورزی کرنے والوں کو دردناک چاہئے۔ کہ انہیں کوئی ابتلاء نہیں پہنچے یاد دردناک عذاب پہنچے۔

”احکامِ رسالت کا عصيانِ ضلالت و گمراہی ہے۔“ وَمَنْ يَعْصِي اللّٰهَ وَرسولهُ فَقَدْ ضلَّ أَنَّا مِنْهَا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ یا اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا مترکب ہوتا ہے۔ اُس نے صاف صاف گمراہی حشریہ ہے۔

”ہر فرمانِ نبوی ارشادِ الٰہی ہے۔“ وَمَا يَنْطَقُ عَنِ الْهُوَ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْدَیٌ یوحی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خواہشات کے مطابق ناطق نہیں ہوتے بلکہ وہ وحیِ الٰہی ہوتی ہے۔ جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

”ابتعارِ سنت پر احادیث کی شہادت“ : رَأَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکی امتی یہ خلوں الجنت الامن ابی قیل ومن ابی قال ان

الماعنی دخل الجنة و من عصانی فقد ابی رواه احمد۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری تمام امت جنت میں داخل ہو جائیں تھیں لیکن انکار کرنے والے کے عرض کیا گیا۔ منکر کون ہے۔ فرمایا جو میری اطاعت کرتا ہے۔ وہ داخل جنت نہیں ہوگا۔ اور جو میرے ارشادات کی خلاف وزیری کرتا ہے۔ لیکن وہ داخل جنت نہیں ہو سکتا۔

ابورافع رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قم میں سے کسی ایک کو ایسا نہ پاؤ کر کہ وہ اپنے سر پر سمجھے ہوئے میرے اوصار و فوای کے سمعنے ملے۔ زندگی کرتے ہوئے کہے کہ کر میں نہیں جانتا۔ ہم جب چیز کو کتاب اللہ میں پائیں گے اُس کی اتباع کریں گے ۔

حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص تم میں سے میرے بعد بھی زندہ رہے گا۔ وہ بہت اختلاف اور یقیناً لا اُس وقت میں تقمیر میرے اور میرے خلاف اے راشدین محدثین کی سنت و ادب العمل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ یہی نے تمہارے سامنے دو چیزوں کو چھوڑا ہے جب تک تم اُن پر عامل ہو گے ہرگز کمراء نہیں ہو سکتے۔ ایک کتاب اللہ۔ و دریافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنے نامارنے فرمایا جس شخص نے فساد اُنست وقت میری سنت پعل کیا۔ وہ سو شہید کے ثواب کا حق دار ہے۔

۲۳، عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الفین احد کمد متکنا على اریکته یا تیه الا مرن اصری بہما امرت بد او نصیحت عند فیقول لا ادری ما وجد ناه ف کتاب اللہ ابتعناه رواه احمد ابو داؤد والترمذی و ابن ماجہ والبغی

۲۴، عن العزیز اپنے ابا ساریہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لعیش من کمد بعدی فسیری اختلا فا کثیرا فعلیکم سنتی و سنتۃ الخلفاء الواشدین المھدیین رواه احمد و ابو داؤد والترمذی و ابن ماجہ پ

۲۵، عن مالک ابن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تركت فیکم امریکم لئن تضلو ما تمسکتم به مما کتاب اللہ و سنت رسولہ -

۲۶، من تمسک سنتی عند فساد امنی فله اجر مائیة شهید رواه البغی -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہیں
شخص کو یہی طرف سے کوئی حیثیت پی
اور اُس نے اُس سے دعویٰ کیا۔ تو یہی قیامت
کے دن اُس سے دشمن ہو گکا۔

ربِ عن سلمان الفارسی رضی اللہ
عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و سلیم يقول من رَدَ حَدِيثًا
بلغه تَعْنِي فَاخْصِمْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
رواه الشافی -

یہ بارہ میں سلف صالحین کے بھی بت سے تو اُسی یہی ڈر ہے کہ کہیں غیر مقدمین
حضرات نے تجھے اُٹھیں۔ اور انہیں تقید شخصی کی بُونہ آ جائے۔ کیونکہ وہاں تو انگر
سان میں بُت کم ہے۔ تو اس کا باعث حقیقی بھی تقید شخصی ہے۔
قرآن مقدس اور متقدور صحیح احادیث کی روشنی میں پورا پورا ثابت ہو گیا کہ حدیث شافی
بھی اُسی طرح واجب العمل ہے جس طرح قرآن مجید۔ افادارشا دنبوی پر عمل پیرا ہے ماجھی اُم
کی صورت سے مسلمان کا فرض اولین ہے۔

اب ہم احادیث صحیحہ اور فتاویٰ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کرتے ہیں کہ

طلاق ثلاث دینی سے طلاق بخلاف الواقع ہو جاتی ہے۔
عن عبادۃ ابن الصامت ان اباہ طلق امراء لہ الف تطليقة فانطلاق
عبادۃ فیصلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بانت بثلاث
فی معصیت اللہ تعالیٰ ولنی تسعاً و سبعۃ و تسحون عبدوان او ظلم
انشاء عذابہ و انشاء عذابہ له۔ حضرت عبادۃ ابن صامت سے مروی ہے ان
کے باپ نے اپنی ایک عورت کو ہمارا طلاق دی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت پاپکرت میں بیرون اسفار مسئلہ حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تین طلاقیں واقع ہو
گئیں۔ عورت تم سے جدا ہو گئی۔ اور باقی ۷۹ طلاقیں ظلم ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو تمہیں عذاب
دلگا۔ اور اگر چاہا تو خشن دلگا۔ (لطاخمہ بوند عبد الرزاق)

وصلہ قال اعبد اللہ ابن عباس ان طلاقت امراء مائتہ تطليقة فاذاقت
فقال ابن عباس طلاقت منك تلوثا و سبعۃ و تسحون اتحذت بها ایات
الله ہنوا (موطا مالک) حضرت ابن عباس کی خدمت میں ایک آئی حاضر ہو کر دریافت کرنے کا۔
کہ میں نے اپنی عورت کو نسوان طلاق دی ہے۔ اب خوتی کیا ہے؟ ابن عباس نے فرمایا۔ کہ عورت
تجھی سے تین طلاقوں پر جدا ہو گئی۔ اور باقی ۷۹ طلاقوں کے ساتھ تم نے اللہ کی آیات سے تمسخر

رجل جاء ای ابن مسعود فقال ای طلاقت اصل تی ثانی تعلیقات فقال ما قبل
لک فقال قیل لی بانت منک قال صدقوا هو مثل ما یلفولون (رمطانات)
ایک شخص ابن مسعود کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کی کہ میں نے اپنی عورت کو آٹھ طلاقیں دی ہیں اپنے
فرمایا پھر تجھے کیا فتویٰ دیا گیا ہے۔ عرض کی کہ مجھے کہتے ہیں کہ تیری عورت تجھ سے جدا ہو گئی (جا تی
رہی)۔ آپ نے فرمایا یہ صحیح ہے۔ اور اسی طرح ہے جیسے انہوں نے کہا۔

جادو حبل الی علی این ای طالب فقال ای طلاقت اصل تی الفا فقال له علی بانت
منک بثلا ث الخ۔ ایک شخص حضرت علی کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں نے اپنی عورت کو نہار
طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ عورت تیری منکو چھ نہیں رہی۔ اور تیرے ہاتھوں سے
چلی گئی۔ حادو حبل ای عثمان بن عفان فقال طلاقت اصل تی الفا فقال بانت منک
بثلث۔ ایک شخص نے امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ سے دیافت کیا۔ کہ میں نے اپنی عورت کو سڑا
طلاق دی ہے (فتاویٰ دیجئے) آپ نے فرمایا۔ تین طلاقیں واقع ہیں اور عورت تجھ سے جدا ہو گئی۔
جادو حبل الی این مسعود فقال ای طلاقت اصل تی تسع و سبعین فقال له این مسعود
ثلث تبیخها و سائرہن عدوا وان۔ ایک شخص نے حضرت این مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔
کہ میں نے اپنی عورت کو تنازعے طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تین واقع ہیں۔ اور عورت تیرے ہاتھ
سے آزاد ہو گئی۔ باقی ۹۲ طلاقیں ظلم ہیں۔ (مند عبد الرزاق)

اُن تمام احادیث اور اولیٰ الحزم صحابہ رام کے فتاویٰ سے ثابت ہو گیا۔ کہ بیک وقت تین یا
تین سے زیادہ طلاقیں شینے سے طلاق مخالف واقع ہو جاتی ہے۔ اور اُس کا کام جاتا رہتے ہے۔ اور یہ
کیسے ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلیم کے ارشاد کی مخالفت کرتے ہوئے فتنے صادر کر لئے ہے جو
دہلی نواب اپنے اتباع تھا۔ اگر تو اُن سے ایمانی سینہ کے اندر موجود ہے تو یہ کافی ہیں۔ یہی حرف بس است
اُور خام کس است۔ ہم تُستَّتے ہیں کہ ہماری نظولی تعلیم کا باعث نہ ہو جائے۔ اس کے بعد ہم
ایک نظریہ پیش کر کے مزید توضیح مسئلہ کرتے ہیں۔

منکرن طلاق سے ہمارا ایک اہم مطلب یہ ہے۔ منکن حضرت ہم صیافت کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی چار
عورتوں کو بیک وقت طلاق کے تو کیا سب پر واقع ہو جاتی ہیں؟ وہ کا جو رب یقیناً ایجاد بیں ہے
اور وہ اس کے قابل ہیں کہ سب عورتیں مطلقاً ہو جاتی ہیں۔ تو چھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ ایک
عورت پر بیک لفظ تین طلاقیں حقیقہ نہیں ہے

نظر بچہ بُن کے حتم آمدی۔ بہ مرaxonدی و خود بدام آمدی !!

نوازِ مصلح

(قصیدہ برشور علامہ اقبال)

(زادِ مولیٰ احمد الدین صاحب شاکر خانپوری)

جہاں میں بگشتہ بخت مسلم بھی ایک ان بختیار ہو گا
 جلی ہے کشتِ اُمل جو اُس پر زول ابری ہمار ہو گا
 جہاں کے لات و لہل بھی گر کر پڑھنے کے لئے صنم کوئی میں
 خدا کو بھوٹ لے ہوؤں کا آخر اسی سے آکٹ پیار ہو گا
 جہاں کے میمنوش سارے جا کر سپیں گے میخانہ عموب میں
 شرابِ شیر کا پھر سے متوا لاہر کوئی بادہ خوار ہو گا
 سکون سے جو قدرہ بھرستی میں ہو گا گناہِ نامہم ہی رہیگا
 تھدیش سے جو کھائیگا تلاطم کے گوہرِ آب فار ہو گا
 وقارِ مسلم سے ایک ان قیصرانِ عالم ان را ٹھیں گے
 حقیر بھپر باوقار ہو گا۔ فقیر بھپر تاجدار ہو گا
 نہ آنا یا یوس ہو تو شاکر زمانہ کوٹ بدلتے ہاہتے
 فوید اقبال کے سطابقی زمانہ بھپر سازگار ہو گا
 ”نیکل کے صور سے جرنے روکا کی سلطنت کو اکٹ دیا تھا
 سنا ہے یہ قدیلوں سوئں نے وہ شیر بھپر بُوشیار ہو گا“

مراءِ بُت کا چیز ہے؟

(از طالوت)

مسلمین مجاہد کے جانشینوں نے جب تناخیل شار مسلمانوں کو خواہ غفلت میں مت و مہوش پایا تو انہوں نے قطعی طریق اور رہنمی پرکرمان مدنظر مسلمانوں کے سرت سے "تعلیم یادتہ جاہل" مال فہمیت کی لیچ ان کے ہاتھ نکلے۔ اور وہ انہیں نپنے سامنہ ملا کر ان پر طب طبایت کی علیحدہ مسجد بنانے میں کامیاب ہوئے مگر شرکت کے بعد انسان جب علیحدہ ہتا ہے۔ تو وہ اپنی کوئی پیغمبر شریف رکھنا پسند نہیں کرتا۔ یہی حال قادیا نویں کا ہے۔ کہ انہوں نے جب مسلمانوں سے علیحدہ ہونے کی بھانی۔ تو اپنے سب کچھ اُن کر لیا مسلمانوں کے خلے میں سے اٹھا بیزاری کرتے ہوئے قادیانی نے زرول مسیح محدث پربیانگ دبل اعلان کر دیا۔ کہ میں اُس خدا یا ایمان لئے انہوں جس کو میرے مکر نہیں سمجھتا۔" بہت اچھا۔ خدا الگ بن گیا۔ مگر اسکی صفات بھی تو کچھ ہوئی چاہیں۔ جن سے منکر تو پیغمبر نا حرم سرا پروہ رانہ ہوئے۔ مفتر تو کم از کم اسے پہچان سکیں۔ اس کے نتے توضیح المرام کی تشریح کافی دوافی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اُس دباؤ اعظم کے بیشتر راستوں سے۔ طول اور عرض کھتائے۔ اور تین دستے کی طرح اس کی تاریخ ہیں ملائوں والا فرہ۔ اور یہ بھی یاد ہے کہ منشی آنجمنی کا خدا کوئی عبیوس تمطریا کی قسم کا نقصہ مومنین خدا نہیں بلکہ وہ بے پروع ہو کر فرشی مذکور سے حصہ کرتا تھا۔ (توضیح المرام) اور اس کے نتے اُن اڑکر زرین پر اڑ پڑتا تھا رزول مسیح صدیماں) ایسے خدا کے نئے ضروری تھا۔ کہ اُس کا رسول بھی کوئی ایسا ہو جو دنیا کے جہان کی تنوں کیشی اور بجیہ زانی کا پخوار جو۔ تو زندہ دبل خدا کی نظر تناخیاب میاں غلام احمد خان پر پڑی جو آج اگر مدد ہیں۔ تو کل نامرد ہیں۔ اور متوحی مسہبی مساجونس کھا ہے ہیں جن میں اخیوں بھی بذریعہ الدہام ڈالی جاتی ہے۔ جو ایک لمحے میں اگر گوشت پوست لحم و شحم والے انسان ہیں۔ تو دوسرے لمحے میں ایک کا لمحہ پیش کر رائجین مصالع میں۔ اب جبی ردم دیے فرشتے" جیسی ضرب المثل کی صداقت کے نتے تو وہ سبھی ایک ایسا آیا۔ جو معلم الملائکہ کے بھی کان کھرتا ہے جس کا اسم گرامی جناب "یحییٰ یحییٰ" ہے۔ اور "یحییٰ یحییٰ" علیہ ما علیہ نہ لسخ خدا کی پارکاہ نہیں سے جو کلام پاک" رسول اخیوں کے پاس لیا وہ بھی ہے۔ "اسلام لانا گویا گور کھانا ہے۔ (رزول مسیح ص ۹۲) قرآن مجید میں کالیاں بھی

پڑی ہیں۔ (انالہ ۲۵)۔ جہا و منور ہے۔ اور انگریز کی تاجداری فرض ہے” (چاپس الماریاں)

جملہ مسلمان حرام اور میں ہی ” (آئینہ کمالات ۵۸)۔ مزائی امت کے علاوہ ساری دنیا کے باشندے جنگل کے ختنہ بیر ہیں۔ اور ان کی عوتیں کتیاں ہیں (نجم الحدیث)۔ مرشد کو عاشق نبی طرح ہونا چاہتے۔ اور مردی کو عشق بننا چاہتے۔ (ستوبات صلیٰ)۔ یہ وہ آیات بنیات ہیں۔

جن پر امت مزائیہ بھی صادر کرتی ہے۔ یعنی مزائیوں کے ہاں اس کے اتوال و تصانیف کا ایک ایک لفظ ایسا ہی حجت توی ہے۔ جیسے کسی اور بھی کا لا الفضل ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء۔ یہ مزائیت کے حقیقی خط و خال ہیں جن سے آگاہ کرنا میرا اوس فرض خدا۔ مرزا جی نے اپنی بخشش کے یو مقاصد لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھوٹخنکتے لئے بیان کئے ہیں۔ ذرا وہ بھی سُن لیجئے۔ میرے آنے کے دونوں قصدهیں۔ رامسلمانوں کے لئے ہی۔ یہ صلیٰ تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں۔ وہ ایسے سچے سماں ہوں جو سماں کے مفہوم میں اللہ نے چاہے۔

۶۶، عیسیٰ یتیوں کے لئے بُر کسر صلیب ہو۔ اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آئے۔ دنیا اس کو بھوول جائے راحمکم، ارجو لائی شہنشہ، گویہ سب ظاہر داری ہے۔ اور مزائیت کی صلیت وہی ہے جو میں عرض کر دیا ہوں۔ مگر تم تمام حجت کے لئے یہ بھی دیکھ لیتے ہیں کہ اگر داقع میں مرزا جی کی آمد سے یہ دونوں مقاصد اخراج کو پہنچ چکے ہیں۔ تو یہی ان کے کیر کٹیں میں شبہات کے باوجود بھی انہیں بان لانا چاہئے۔ اور اگر ان بیان کردہ مقاصد میں بھی وہ ناکام ہے تو عقل وہیش کے ہوتے ہوئے ذہنی جی کی نسبت و صفات کا قائل نہیں ہوا جاسکتا۔ اس پہنچے میں ہم اپنی جانب سے اگرچہ کہیں گے تو وہ جنبہ داری پھول کیا جائیگا۔ اس لئے ہم واقعات کے بیان اور مرزا جی کے اقوال کے سوا ایک لفظ بھی زبان قلتے نہیں نکالیں گے۔ پھر فیصلہ ناطرین خود ہی کر لیں گے کہ مرزا جی کا میاب ہے یا مختاری کے امتحان کیطرح نبوت کے امتحان میں ناکامیاب ہے۔ پھر مقصدیہ تھا کہ مرزا جی کے آنے سے سماں حقیقی سنوں ہیں سماں ہو جائیں۔ اس کے لئے حسب ذیل واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

۶۷، مزاعصاًب کے آنے کے بعد چند نہار یا چند لاکھ کے سوا باقی کل سماں یوں دیوں اور نظریوں کی طرح کافر ہوئے۔

۶۸، مزاعصاًب کے آنے کے بعد چند نہار یا چند لاکھ کے سوا باقی کل عالم کے سماں جنگلی سور ہوئے۔ اور اُن کی عوتیں کتیاں ہوئیں۔

وہی مزاعصاًب کے آنے بعد چند نہار یا چند لاکھ کے سوا باقی ساری دنیا کے سماں حرام کے بن گئے۔

(۲) وہ چند نہار یا چند لاکھ جو پہلے نہروں میں متینی کئے گئے ان کی حالت بھی کوئی امید افرانہیں نہ دیا کہ دل میں اونچی پڑھنگا۔ نہ ان میں کوئی اہمیت ہے اور نہ تہذیب۔ نہ لہجی محبت ہے اور نہ باہمی اتفاق۔ خود غرض کی بنیاد پر اور لکھنؤ کی بھیجا رلوں کی طرح کھاتے پہنچنے کی چیزوں پر تک لڑتے رہتے ہیں۔ اس کی صدیقیت کے لئے شہادۃ القرآن تھوڑی کردیکھ لیجئے۔ اس کے ساتھ تحقیق اشہاد میں خیل کی عمارت آپ کو لکھی ہوئی بلیگی یعنی یہاں کی جماعت کے اکثر لوگوں نے کوئی خاص اہمیت اور تہذیب اور پاکیں نہیں اور پہنچ کاری اور لہجی محبت باہمی پیدا نہیں کی یہیں دیکھنا ہوں کہ وہ دنیا اونی خود غرضی کی بنابر اور لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بمان ہوتے ہیں۔ اور ناکارہ بالتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر کیتے پیدا کر لیتے ہیں۔ اور کھانے پینے کی قسمی رنگی بھیں ہوتی ہیں۔ لمحے پر مقصود تو لیا گل کھاتے ہیں۔ دوسری مقصدیہ تھا کہ عیا یوں کے لئے کر صدیق اور ان کا مصنفوں خدا نظریہ آتے۔ اس کے لئے حبیل دائمات پرخور کیجئے۔

(۳) مرا صاحب کے آنے کے بعد کل قومیں سے زیادہ عیاسی ایسی مردم شماری میں بڑھ لیتی ہے فیصلہ زیادتی میں مرا صاحب کے آنے کے بعد عیاسیوں کی انتشاری طاقتیں پہنچنے سے زیادہ مضبوط ہوئیں (لهم) مرا صاحب کے آنے کے بعد صلیب کے علمبرداروں کی اطاعت نہیں فرض ہو گئی۔

(۴) مرا صاحب کے آنے کے بعد عیاسیوں کے تبلیغی شدن زیادہ مضبوط اور منظم ہو گئے۔ اور انکی تعداد میں روز افزول زیادتی ہوئی جسی کہ صرف سندھ و سistan میں ان کی بحث کے وقت پھیلیں پڑھار عیاسی ائمہ۔ اور انکی موت کے وقت ائمہ نہ رکت پیغام کے تھے۔ اور اب کئی لاکھ ہیں۔ ان صداقتوں پر غیر متعصبا نہ امنصفا نہ طور غور کر کے ہیں بتایا جائے۔ کہم مرا صاحب جسے الٹی ترقی کرنے والے متنبی پر کس طرح ایمان لائیں ہے اور للہ حسن نظامی صاحب ہلی اور دوسرے صلح محل کے مرضی ہی رشاد ذریں۔ کہم میں خدام احمد خان اور ان کے شیعین کو کس طریقہ سے مسلمانوں میں شامل کر لیں؟ ہم نے دین قیم کے بیان کر دہ اصولوں پر جب آئیں پر کھا۔ تو وہ خارج اسلام ثابت ہے اُنکے پیشہ بیان کر دہ اصولوں پر انہیں پکھا گیا۔ تب بھی وہ سماں ثابت نہ ہوئے۔ اُنکے اعمال و افعال پر نظر ڈال کر جانی گیا تو جب بھی وہ اسلام سے عیجادہ ہی علوم ہوئے تو پھر آخڑیے بے گھوں کو اپنے ساتھ سن کر اپنی بے عزتی و بے حرمتی کیوں کرائی جائے۔ تفاصیل ہے کہ انسان کے اعضا میں سے جب کوئی عضو مادہ ہو جاتا ہے۔ اور ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ جاتے ہیں۔ تو ان کا شورہ یہی ہوتے کہ اُسے بات ڈالا جائے۔ اگر اسی عضو کو ڈاکٹری مسٹر کے خلاف نہ کامیاب نہ تو زندگی کے لائے پڑ جائے ہیں۔ رفتہ رفتہ اس کا زہر سارے بیم میں سرائیت کر کے سارے جسم کو خراب کر دیتا ہے۔ یہی حال مرا نہیں کہا ہے۔ کہ حزن طبی جیسے صلح کلوں نے مشرق و مغرب کے علماء و عقلا کے فنادے کے مطابق اگر انہیں اپنے سے عیجادہ نیکا ہے تو کوئی دن میں وہ سارے علم اسلام کو علم صلیب کے زیر سایہ پائیں گے۔ اور اس وقت پچھنا ناچیلے سود ہو گا۔

حق الیقین کا مطلب تو آپ پر بخوبی واضح ہو چکا کہ امامت صدیقی کے ذریعے
جناب امیر نے پوری تجھے معاشر جنائزہ پڑھی اور یہ کہ خلافائے شیعہ کو معاشر جنائزہ کی خبر نہ
نہ ہونے دی۔ مگر بخواستے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ غریب مجلسی کو آگے بیٹھے کی خبر نہ
نہیں رہتی۔ صاحب منتہی الكلام علیہ الرعنۃ لائحتہ ہے:-

و تایفات ملا باقر مجلسی مثل جلاء العبیون و غیرہ ان نہیں ہیں ناطق است کہ خلافائے
وقت معاشر حاضر بوند بلکہ قصد امامت کردند و بنیعہم مبتعد شدند
تاگذہ آجناہ خود امامت کر دی پسرا اصحاب را خصت داد کہ دہ دہ نفر داخل

شوند و صلوٰۃ فرستند و جماعت نہیں ہے۔

اب بھی خلف املاک کی موجودگی اور اتباع مرتضیات مرتضوی میں شیعہ
ہو سکتا ہے۔

اس کے ساتھ اگر یہ ضمیمه ملایا جائے کہ بنا بر بعض روایات شیعہ سقیفہ میں
خلافت کا جگہ ادفن کے بعد پیش ہوا انخرا تو معتبرین کے سارے ہفوٰت ہبہا مذکور
ہو جاتے ہیں میشتھی الكلام میں ہے۔

بلکہ از کتاب النوار بدریہ میتوان یافت کہ اجنبیہ و سقیفہ و شغل رہماں خلا
بعد ادفن سقیفہ علیہ الرعنۃ لائحتہ ہے:-

شہیز و تکفین میں شدیکب نہ ہونے کا جواب توحیب مسلمات شیعہ حملہ
سبحانہم بخوبی دے چکے جس کے دیکھنے کے بعد شیعوں کو انشاء اللہ چون و چراکی
گنجائیش باقی نہیں رہی اور شہیز و تکفین میں اگر بالفرض شدیکب نہیں بھی ہوئے تو یہ
امرجب و صیت نبوی کے مطابق واقع ہوا ہے۔ کما مرن تو محل اعترض نہیں ہو سکتا
و دیکھئے علماء شیعہ اپنی بات بنانے کے لئے اہل سنت کے اس شبکا

در کا اگر حضرت فاطمہ رضی ائمۃ عنہما کا طریقہ لانا اور آپ کو صد مسیہ پہنچانا اور جناب امیر
کو پرسوا فیتام لیجانا اور دیگر ہفوٰت شیعہ کو کچھ بھی واقعیت سے سروکار ہوتا تو شیعہ
مرتضوی سے نہایت مستبد اور رعنی ہے کہ آپ ایسے مواقع میں شجاعت حیدری
سے کام نہیں اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاونت اور اپنی عزت
و ابر و کی حفاظت نہ فرماؤں یہی جواب دیتے ہیں کہ سکوت جب ہی قبیح سمجھا جا
سکتا تھا کہ و صیت نبوی ہوتا۔ والا فلا۔

گرچہ قصر و صیت بھی و شمنان اہل نیت کی ایجاد اور مفتریوں کا طبع زادہ ہے

جنہوں نے اپنے مختصر مطاعن کی تکمیل و تائید کے لئے اس قسم کے خدرافات
گھر رکھے ہیں لعنة اللہ علیکم الکاذبین ۶

فاضل جامائی حمداللہ عاصم میں لکھتے ہیں ہذن القعود اما کان یستتبع
اذا لم يكن مستند ابوبصیرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما اذا كان كذلك
فیکون القعود واجباً واما میہ تقول ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیا بالصبر و عدم مناسنۃ الشیشة المزمنہ کلام

اب کوئی ان دشمنان عقل و ایمان سے پوچھے کہ اگر تمہارا بیہ عذر صحیح ہے اور
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو مظالم خلفاء کے شلشہ پر صبر و سلوک
کی فی الحقیقت و صیت کی تھی تو جناب امیر سیاوفات خلفاء کے ساتھ مقابد اور
منازعات و مخاصمات پر کبول مستعد ہوتے رہتے اور بوجنگزک واجب گھنگار بنت
ذریا پسی شیخ المشائخ صاحب علی کی رواہت تو سُنّت جن جگہم مصطفیٰ الکلام سے
نقل کرتے ہیں :-

خلیفہ ثانی کو جب جناب سیدہ کے انتقال کی خبر ہوئی تو ہبہت ہی روشنی
خلیفہ اول لو ساختہ لے بغرض تعزیت امیر المؤمنین کے پاس آئے۔ اور شکایت
کی کہ جن طرح آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں ہیں کوئی دخل نہ
دیا اور حسن نے آپ کے سکھلانے سے ابو بکر کو کہدا کہیں بنبر نبوی سے کیا
سرد کا رہے۔ اسی طرح جنازہ فاطمی پرجی میں نہ بلبایا سو کیا یہ آپ کی رکش
کی دلیل نہیں ہے۔ حضرت امیر نے حسدا یا اگر ہم شریعت قسم کھائیں تب تو
یعنی ماونگے۔ عمر نے کہا ہاں۔ غرض جناب امیر مسجد اقدس میں داخل ہوتے اور
فرمایا کہ سبیلِ ذوقوں باتوں کی توبہ وجہ تھی کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے اپنے غسل
کے بارے میں اور فاطمہ نے اپنی منازع جنازہ و ماتیعنت بہا کی نسبت و صیت کی تھی کہ
غیروں کو غسل نہ دینا۔ اور حاشاکہ ہم نے حسن کو کچھ کہنے کے لئے کہا ہو بلکہ اسکی
وجہ تھی کہ جو کوئی جناب مصطفوی سے وہ بہت ہی ماوس تھے حتیٰ کہ عین منازعین
دوش مبارک پر سوار ہو جایا کرتے تھے اور خطبہ کے اندر دامن الہم کو کھیچا کرتے
تھے اس لئے منبر نبوی پر ابو بکر کا چڑھتا الگانہ ہوا ہو گا۔ مگر عمر نے جناب میرا

۱۷ حضرت عمر کو یہ معلوم نہیں تھا کہ شیعوں کی روایات تقدیم نے جناب امیر کے لئے مجحف قسم
کھانا بھی جائز بلکہ واجب کر دیا یہ اور درود علوی کو جزو ایمان بنادیا ہے۔ ۲۳ منہ

لکھ بیان

کہاں ایک نسی دشا بیاب نفیر کا پتہ چل گیا ہوگا اور آپ کے کلمات طیبات
کو معاذ اللہ بات تتوں سمجھا اور یہ ٹھنڈا لی کر ضرورش فاطمی کو قبر سے نکال کر
مازینا زہ پڑھیں۔ آخر ہیاں تک بات بڑھی کہ قریب خالکہ ذوالقار نکل پڑی
اور صحابہ عظیم مقام کے ہو جائے کیونکہ جناب امیر نے قسم شرعی کھانی تھی
کہ اگر ایسا ہوا تو عمر کی گردن اتار لوں گا بلکہ ایسا کرنے سے پہلے اُسے زندہ
نچھوڑوں گا۔ آخر ہماری دنیا دنیا دنیا پیج میں پڑھے اور عمر کی خواہش
پوری نہ ہونے دی۔

اب فرمائیے یہاں مظالم خلاف کے ناشی پر صبر و سکوت کی وصیت کہاں گئی۔
اور جس طرح ان مظالم مفرود ہو کے وقت میں کہ معاذ اللہ نکلوے مرتضوی میں رسی
ڈالی گئی۔ حضرت حسن کا اس قاطر کراپا غصب ام کلثوم کی نوبت آئی۔ فاطمہ کا ہر جایا
بر سر منیر معصومہ کو تھمت ... لگائی چنانچہ مغل شیخ المشائخ کی روایت سنئے۔
واما قد نف المحسنة فقد نفوا انا طمة في منابرهم درستہ الملام،
وصیت کی آڑ میں سب کچھ سہہ لیا اور حقوق فاطمی اور عزت و آبر و سب کو خیر باد
کہدیا۔ جس کے صدر میں حضور فاطمی سے جنین رحم کا آپ کو خطاب ملا۔ کما عن الحبسی۔
بیہاں بھی اسی وصیت نامہ کو پیش نظر رکھ رہا تھا اور کیوں نہیں برداشت کر لیا۔
افسوں زندگی میں تو مظالم خلاف سے غریب معصومہ کو چلانے کی اپنی پرائے کسی کو
بھی فکر نہ ہوئی۔ اور مر نے یہ اپنے پرائے سب ہی کو غیرت آئئی اور سب مردگار آ
کھڑے ہوئے کسی نے بھی نہیں سوچا کہ مردہ پڑھیں دس من مٹی ویسی سوتی۔ اور
یہ سب مصائب محض خیال ہی خیال ہیں۔ جن کی واقعیت کے اثبات میں آج
آٹھ نو سو سال سے حضرات محبان اہل بیت کی خامہ فرسانی قابل داد ہے اور
اخلاق فاتح قابل عبرت۔

فِ الْحَقْقَةِ أَبَيْتَ هَيْ مَوْاقِعَ مِنْ بَحْرِ نَاطِقِ اِمَامِ جَعْفَرِ صَادِقِ رَحْمَنِ اللَّهِ تَعَالَى لِلْعَزَّ
وَعَنْ آبَائِهِ الْكَرَامِ وَأَوْلَادِهِ النَّظَامِ كَيْ اَسْرَادُوكَا اَشْرَكَهُ اَبُوكَبِرِ بَشِّيكِ صَدِيقِ ہیں۔
جو شخص ان کو صدقیت نہ کرے خدا اُس کی بات دنیا و آخرت میں سچ نہ کرے۔
کہا مرزا البیدار ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بدد عاکے والی سے شیعوں کے ساری
ہنفیات ہمسم مندا نقش پاسے جاتی ہیں اور ان کی کوئی بات بنتی نظر نہیں آتی۔
با اینہم مغل شیخ المشائخ کی روایت سے یہ بات صحیح اشارہ کیوں نہیں ثابت ہو گئی کہ مظالم

اہل بیت کی نسبت علماء شیعہ کے سامنے خلافات نقش برآئیں۔ اور تمامی صحابہ محب وجہ نثار اہل بیت الہمار تھے۔ معاذ اللہنا گلغاٹ نہیں الہبیت نبوی کی نسبت اس قسم کے مظالم کا ارادہ کرتے جن کے بیان سے اہل ایمان کے روئے کھڑے ہو جاتے ہیں تو ہم اجریں والنصار رضی اللہ عنہم انہیں ہرگز ایسے ملامم حکمات کرنے کی رخصت نہیں دیتے اور اہل بیت نبوی کی طرفداری میں خلفائے نہشہ سے برس پر خاش ہو جاتے۔ اور پھر خلفائے نہشہ یا اُن کے مدد و دے چند اعوان والنصار سے جہو ر صحابہ کے برخلاف کچھ بنائے نہ تبا۔ بیشک الحق یعلو ولا یعلی۔ آخر حق بتے بے اختیار نہیں آتی ہے۔

چونکہ روایات اہل سنت کو حضرات شیعہ کے سامنے پیش کرنے کی صورت نہیں ہے اس لئے جو کچھ عرض گیا گیا اُن کے ہی گھر کی بات ہے۔ اب انہیں اختیار ہے اپنے علماء کرام کی رام کہانی بھی مانیں یا نہ مانیں۔ مَا عَلِيَّا
إِلَّا الْبَلَاغُ۔

البتہ ابھی اس شبہ کا جواب باقی ہے کہ حب عمر رضی اللہ عنہ کی خبر و فات نبوی سے بالکل مدھوشانہ کیفیت ہو رہی تھی اور جناب صدیقؑ بھی عاشق زار رسید اپار نہ سے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر قبل تھیں و تھیں سقیفہ کو خلافت کے لئے کیوں درجے گرچہ یہ شبہ نادانقول کو ہو سکتا ہے۔ کر پا خبر حضرات کی یاد دہانی کے لئے تھا اسی عرض کر دینا کافی ہے۔ کہ حضرت شیخین نے بے بلاے سقیفہ کا قصد نہیں کیا۔ یہ لوگ خدمت نبوی میں حاضر تھے کہ انصار میں خلافت کا فحصہ پھیلا۔ تب بعض لوگ شیخین کے پاس دوڑے ہوئے ائمہ کے جلد خبر لیجئے امت میں تفرقہ پیدا جاتا ہے۔ انصار اپنے ہی میں سے خلیفہ مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ شیخین نے بھی خیال کیا کہ تقرر خلیفہ کی نسبت جناب رسول اللہ الائمه من قریش فرمائے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ نادانقول وغیرہ کی وجہ سے انصار خلیفہ بن مطہیں اور خود نبوی کی غرض فوت ہو جائے۔ چنانچہ انصار کو سمجھا دیجئے کہ یہ منصب قریش کا ہے دوسروں کو اس کی خواہش مناسب نہیں تھی۔ حضرت صدیقؓ کی فہمازش کے بعد انصار نے بھی اسلام کیا کہ نسبت قریش ہی کا منصب ہے۔ مگر اٹھا ہوا طوفان پیدا فعہر نہیں ہو سکتا تھا بعض لوگ

اس وقت بھی کہے جا رہے تھے میں امیر و من کما مید ریختے انصار و مهاجرین
دو نوں میں سے ایک ایک خلیفہ ہونا چاہتے ہا اور فی الحقیقت اسلام پر الشہادت کے
یہ کم حقوق نہیں تھے۔ اگر اخیرت علیہ وآل الصلوٰۃ و اسلام یہ قاعدہ کلیہ الائمه
من قتلہ لیش ز فرمادیت ہوئے تو بنا بر خدمت اسلامی انصار کا پہلوی درپاٹ
خلافت مهاجرین قریش سے زیادہ ہکانہ طہیہ ترا۔ با اینہ اُس وقت حضرت عمر
نے دیکھا کہ یہ طوفان یوں فرو نہیں ہو سکتا۔ حضرت صدیق کا با تھے پکڑا کہ ہم آپ کی
بیعت کرتے ہیں۔ حضرت عمر کا بیعت کرنا تھا کہ سارے مهاجرین والنصار حضرت
صدیق کی بیعت پر ثوث پڑے اور سب نے بیعت کر لی۔ اور وہ اٹھا ہوا لوٹا یوں
باسانی فرو ہو گیا۔ اور ارشاد نبوی الائمه من قتلہ لیش کی پوری تکمیل ہو گئی۔ تمامی
مهاجرین والنصار کمالات صدیق اور آپ کی افضليت کے تو معترض ہی تھے۔
کسی کو اس سے انکار نہیں تھا۔ حضرت عمر کی ادنی تحریک اس سب کو بیعت
صدیقی کی جانب متوجہ کر دیا۔

اور اعتراف کیوں نہ ہو۔ حضرت صدیق حسب ارشاد نبوی جناب امیر
و غیرہ تمامی لوگوں کے رہتے ہوئے اخیرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری
وقت میں امامت نماز میں آپ کی نیابت کر چکے تھے۔ اور نماز ایسی افضل العبادت
کی امامت کے لئے جو مخلص مناصب و حقوق خلافت ہے آپ نے حضرت صدیق
ہی منتخب فرما یا تھا۔ چنانچہ اسی بات کو جناب علی مرضی کرم اللہ و جہہ کس
خوبی سے بیان فرماتے ہیں۔

استیغاب میں ہے عن قیس بن عباد قال لی علی بن اطہر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رض لیا می وایا می
ینادی بالصلوٰۃ فيقول مروا ابا یکر بیصل بالناس۔ فلما قبض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظرت فإذا الصلوٰۃ علم الاسلام و قوام الدین
فرضینا الدینا من رحمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہ بنتا
فنا یعنی ابا بکر (متہجہ الكلام)

یعنی جناب امیر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند رات
دان بیمار رہے اور جب آپ کو نماز کی خبر دی جاتی تو فرماتے ابو بکر سے کہو نماز
پڑھا میں۔ آخر جب آپ نے انتقال فرمایا اور بعد غور و تدبر یہ بات معلوم ہوئی کہ

نماز اسلام کا جھنڈا اور دین کی بنیاد دیا ستون ہے اور جب اسی کے لئے حضور
قدس نے ابو بکر کو تجویز کیا رہا اور دین میں آپ کا انتارع لازم کر دیا تو امور دنیا کی
حقیقت ہی کیا ہے) ہم نے بھی اپنی دنیا کے لئے اسی کو پسند کیا جس کو آپ نے ہمارے
دین کے لئے پسند فرمایا تھا یہ سمجھ بوجھ کر ہم لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کر لی۔

اسد الغایہ کی روایت ہے۔ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال
قد تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر و صلی بالناس فی این
شاهد غیر غائب و این الحجیم غیر ملین ولو شاء ان یقد منی لقدر
منی فرضینا الدین امن رضی اللہ و رسول اللہ دیننا۔

حضرت علی فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر
کو امام بنایا اور وہی نماز پڑھاتے رہے حالانکہ ہم موجود تھے اور تندرست تھے۔
اور آپ چاہتے تو ہمیں امام بنانا سکتے تھے دا اور اس میں آپ کو کوئی مجبوری نہ تھی مگر
آپ ہی نے ایسا نہ چاہا، رسول ہم نے بھی اپنی دنیا کے لئے اسی کو پسند کیا جس کو
خدا رسول نے ہمارے دین کے لئے پسند کیا۔

امامت صدیقی سے بھی انکار کی حضرات شیعہ کو گنجائش نہیں ہے صد
معنیٰ الکلام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

پستر گزارش اسست کہ ہر چند رواة امامیہ حق پوشی بکار بند و دعاۃ
اشاعر شدید حق نیو شی را به نیم جو خزنہ لیکن اگر مرویات اینہا قصیفہ نام و شخص مالا
کلام نموده شود حق از باطل تغییر میکردد و حقی کہ شخصیین و متخصصین طالع کر پڑیں
و تبیس پیشہ نہ اشتندانند با قرآنی صاحب بخار ہم بہیں مقدار افسوس
مکشند کہ جانب سفیرہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت اشتنداد مرغ ہاں
فرمودہ بود کہ صاحب استیعاب در ترجمہ ابو بکر اور دہ و آں اینست
رسوی السرہری عن عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن
عن ابیہ عن عبد اللہ بن شریعة بن الاسود قال کنت عند
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو علیل فند عاہ بلاں
الصلوة فقال لنا مرویین بصیل بالناس قال فخرجت فإذا
عمر في الناس وكان ابو بکر غائبًا فقلت قتمیا عمر فصل
بالناس فقام عمر فلما كبر سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صوتہ و کان بھر، افتال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فایں ابو بکر یای اللہ ذلک والملموں فبعث الی ای بکر فجاء
بعد ان صلی عمر نالم العساوا فصلی بالناس طول علته
حتی مات:

اس عبارت سے بخوبی واضح ہو گیا کہ امامت صدیقی ایسا بھی اصرہ کہ علمائی
شیعی بھی بالذمہ بغرض و عناد اس کو حقی نہ رکھ سکے۔ اور بھروسے حق برداشت چڑی
اضطراراً اُن کی زبان و قلم سے یہ روایت تکلیل پڑی۔ حق سجناء کا ارشاد بلاشبہ
سچا ہے وَاللَّهُ مُتَّمِّدٌ نَّوْمٌ وَ لَا لَوْمٌ لَّهُ -

اب رہی یہ بات کہ حضرت صدیق کی یہ امامت دلیل استحقاق خلافت
اوہ شیر باستقلافت ہے ہماں۔ اس کی ثبیت سابق میں جناب امیر کافی صدیق
عرض کر دیا گیا ہے۔ اور مزید اسی سان کے لئے علماء شیعی کے اور چند افادات
بھی عرض کئے جاتے ہیں۔ صاحب تہذیب الكلام حمد اللہ علیہ فرماتے ہیں:-
وَإِذْ يَجِدُ بَاطِلًا أَنْجِيْزَ شَكْلَيْنَ وَمُحَذِّرًا شَيْعَةَ صَاحِبِ بَحْرِ الْأَيَّلَةِ

است از راه عصیت و استکبار گفتہ اند کہ اگرقد امانت نہار صحیح ہی بود
و دلالت باماشرش ہے کرد بد لا مل دیگر درستی حقیقتے افادہ۔ پس
ایو گرو اصحاب شیر بایں قصد بر الفصار اجتماع شود و دلیل ما مشترک
شیا و ردند پس معلوم شد کہ درین امر اصلاح چیزی ثبیت اتفاقی و بکوں تذکرہ بیان
 مجلسی و مائدہ و مثل شہرو کر در و فکور احوال نظرے باشد معاون آمد زیر کر
و روح مجدد فتن از بخار الافزار کیتیں روایت را کہ ہر ایسے کذبیں وارد کردم اداستی
لطف بلفظ آور ده و درجا یک باعث شہزادہ صدیق بر و ضعیت حدیث امانتا یوگر
صدیق رقم کرده میگوید کہ عقریب اش ار اللہ نقل لے مطلع خواہی شد کہ عده

لئے حضرت ابو بکرؓ کے او جو دیکھ آپ اعلم سختا قی و رہوز شریعت نفع سقیفیں و اقدام امانت
کو پیش نہ کرنے کی چند وجہیں ہیں اولاً آپ کا مقصد صلی فقط الفصار کو دعوی خلافت سے کٹا
ھوا اور اس کے لئے حدیث الائمه من فدریش کافی و افی فضی۔ ثانیاً و افسراً امانت کو پیش کرنا
آپ کے کمال صداقت اور شرافت جادہ دیوی سے خیرو کی دلیل ہے۔ اگر آپ بزر و افقہ کو پیش فرمانے
تو لوگوں کو جیاں سمجھنا تھا اس ایسی عرض سے الفصار کی خلافت ہمیں چاہتے۔ ثانیاً اسی دعا کے
اشاعت نیکی تھا جی اسی کا بیان کرنا کوئی ضرور ٹکریں اگر ایک دلیل ہے کام حل جائے تو طول لا طول کی کیا جائے۔
گرو یوگر و امانت خلافت کیتیں دلیل ہی اخزو و کمزی پر سمجھتے عصر ختم و میزیر پر سمجھتے اسکو ایسی کریا و جنابہ پر بھی اسی نہیں

اسباب النقاد خلافت برائے پریش ہمیں امامت نماز بود چنانچہ
در اخبار ایسا مرویست و در جائے دیگر گفتہ و امامت نماز با مردم دلیل
استحقاق خلافت بودہ باشد چنانچہ در روایات ایشان خواہ آمد کا تجھے
عمر بامنماز یعنی ابو یکری تمام شد نہست ہی ماقول الحسن علیہ السلام المترجمین ۲۶

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ امامت کا دلیل استحقاق خلافت ہونا مسلم
عند الشیعہ ہے۔ اب نفس و قوع امامت سے علمائے شیعہ با وجود افراط کے خود ہی
انکار بھی کر جائیں تو یہ کسی کے اختیار کی بات نہیں ہے وہ جائیں اور ان کا ایمان
ہمارے ان معروف صفات سے یہ تو بخوبی ثابت ہو گیا۔ شیخین کا سقینہ کو جانا محض بینی
غرض سے تھا کہ کہیں ارشاد نبوی الامۃ من وتریش کے خلاف انصار پھر کرنے پڑیں
اور پھر مہاجرین اسی حدیث کو جوت کر کر خلافت الفصار کی فرمادہت نہ کریں اور سلام کو
میں ابھی سے اختلاف پڑ جائے۔ غرض شیخین نے جو کچھ کیا وہ کرنا چاہئے تھا یا نہیں اس کا
تضیییہ اہل تدبیں والضافت بخوبی کر سکتے ہیں۔

اورجب یہ دیکھا جاتا ہے کہ مرض الموت میں بار شاد نبوی حضرت صدیق کا
امام ہونا اور اس امامت کا دلیل خلافت ہونا باقتوال و روایات امامیہ بھی ثابت ہے
اور نیزاں کو دیکھتے ہیں کہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم سب نے بالآخر حضرت
صدیق ہی کو خلیفہ سلیم کیا۔ تو بے ساختہ بھی کہنا پڑتا ہے۔ خوب شد حق بحقدار رسیع
والحمد للہ علی ذلک۔

مگر ابھی تک اس شبہ کا جواب نہیں ہوا اکاریے غم والم کے موقع میں وہ بھی
قبل از تہبیز و تکفیر شیخین کو تلقیفہ جانے کی جرأت کیسے ہوئی۔ گرچہ روایات شیعہ کو
دیکھنے کے بعد کو غسل و تکفیر فرمانیں کے سارے جھگڑے بھی شیخین ہی نے چکائے
اور پھر انصار کی خلافت میں جو کچھ اعمال فتنہ نما جس کی تصریح پہلے کی گئی۔ اسکو

۱۷ مترجم تاریخ طبری حبس کے شیعہ ہوئے کا صاحب زہرہ کو بھی اعتراف ہے۔
لکھتا ہے کہ ابو یکری اخلاق مردم در باغ عسل شریعت بایں وضع دفن کر دکشنیدم
از انجنا بگرفت ابی بیت مراثیون بگوئد علی و عباس را کو عسل دہند آن گاه ایشان
یاں کا مشغول شدند و او با مہاجر و انصار بر در میار ک شمشت باز در دفن اخلاقات
افتاد۔ صدیق بذذکر حدیث الانبیاء مید فنوں حیث یوسو توں دفع کرد۔
انتہی الحسان فتنہ ہی الکلام ۱۲۔

بھی یخیں ہی نے مٹا یا نہ اعتراف کی جگہ ان کے کمالات جو جمیع اور خیر فتوہ ہی امت
کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کیا جس امت کی بجائی کے لئے جناب امیر منہجؒ بھی پیاری
پیاری مقدس جانوں کا کر بلایں تھا فی ہونا قبول کر لیا جس کا صاحب تک فر
معترف ہو چکا ہے۔ کیا حضرات شیخین ایسے امت کے فدائیوں سے گھنٹن عقاوہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسمیں بند ہوتے ہی آپ کی پیاری امت کو اختلاف
میں پڑ کر تباہ ہونے دیتے۔ اور کیا کسی منصب کا انصاف کہہ سکتا ہے کہ حضرات
شیخین کی یہ کارروائی امت کی دلسوzi و درودمندی سے غالی اور رَحْمَةُ اللَّهِ
علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد کے خلاف واقع ہوئی۔ حاشا و کلام۔ اور کیا یہ تقدیمے غسل
ہی تھا کہ رسولؐ پیشہ میں لکے رہیں اور امت کو اختلاف میں پڑ کر بر باد اور اسلام کا
ختام اور بیوہ دیوال کی صراحت پوری ہوئے دیں۔

اب ایک روایت سے گایہ تغیرات ہمیت میں امام صادق رضی اللہ عنہ
سے ہمیت کریمہ سنجان آذنی اسراری کے ذہن میں اور مجلسی شرح الرعبین وغیرہ
میں شبِ معراج کی حدیث لفظ کرتے ہیں۔ شیخاتان الحنفیون شائیۃ ادآن انان
فیہ لبیں و انان فیہ ماء و انان فیہ خرد فیہ عت قائلًا اَنَّ اَنَّ اَنَّ اَنَّ اَنَّ اَنَّ اَنَّ
عمر و خرقت امتہ و ان اخذ الخمر خوی و نکوت امته و ان اخذ اللین
هدی و هدت امتہ قال فما خذلت اللین و هشرت امته فقل لی خذلت
و خدرت امته دالی تقوی شحذاہ لی امانت استغفار فلتمت لفیت اصلہ
کا سفرہ عن ذمہ اعیحہ علیہما من کل، سینہ الدینیا فقالت یا محمد انظر
اِلَّا حق الکلام فتلا کلماتها فقلت لمرأکلم ما ولما تحدث الجفا فقل
تلک الدنیا ولو کلمہ الافتخارت امانت الدنیا علی الآخرۃ من بعد اک
انتہت المراد بلفظہ (مسنون الكلام)

اس روایت نے بتا دیا کہ آپ کے بعد اب کی امت نے آخرت پر دنیا
کو نہیں اختیار کیا اور نہ وکرہ ہی میں پڑی۔ اس روایت کے بعد جیسا کہ کوئی احمد
خلافت صدیقی تو خلافت فیاضہ و غاصبہ کہے اور تمامی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو غاصب و دشمن ایہ بیت نبوی بتلا نے توہ کمال سفارست ہے۔
سبحان اللہ بلا کو منقرپین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت کی ہمایت
پر فتح اور طلب دنیا زیر ک آخرت سے بچتے ہوئے رہنے کی بشارت دیں۔ اور

حضرت شیخ اپنے بھائیں کے ہی خواہ اور خنوار تما می اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جمیع مددودے چند دوچار کے بیکدم کافرا اور منافق اور کیا کیا ذکر خیر سے یاد فرمائیں۔ اگر یہی دینداری ہے تو اسی دینداری پر ہزار لمحت۔ آئے مخصوصین کی طرح کیا ملا کر مخصوصین مقرر ہیں جوی خلافتے نئٹھ رضی اللہ عنہم کے خوف سے ازراہ تقویت بھوٹ بولتے ہیں یا معاذ اللہ جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملا کر پڑھنا باندھا۔ یا امام صادق نے جناب رسول اللہ اور ملا کر مقرر ہیں براتھام لگایا۔ افسوس شیعوں کے ایک بغرض اصحاب سے کیا کیا مفاسد پیدا ہوئے۔ مگر آپ ہیں کہ مرغیٰ تی وہی ایک مانگ ۵

گرچه اتباع ابن سیاست
کار شیعیان تمام خواهند شد

خلاصہ یہ ہے کہ جب اس روایت سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام خصوصاً حضرات شیعین کے پیاسارے افعالِ محض ان راہ للہیہ و اخلاص۔ مرضی خداوندی کے مطابق اور بشارت ملائکر کے موافق، وہ اسلام کی خاطر تھے تو خواہ شیعین تحریر شیعین میں شریک نہیں۔ خصوصاً ایسی صورت میں کہ اس خدمت کو انجام دینے والے اور لوگ بھی موجود تھے۔ شرعاً یا عقلًا ہرگز موجب الزام واعتراض نہیں ہے۔

او رجوب ہم کتب ناواریخ وغیرہ میں اسکو دیکھتے ہیں کہ جب اُنچینہ میں قصہ بھیلا۔ اور یعنی انہمار کو سمجھا دے مشرافت تے گئے۔ اور ہر جناب امیر بھی حضرت زید وغیرہ بھی ہاشم کو لے کر حضرت فاطمہ کے گھر بیٹھئے۔ اور درباب خلافت صلاح مشورہ کرنے لگے۔ تو اور تعجب ہوتا ہے کہ افسوس جناب امیر بھی خلافت کی دہن میں لگ کئے اور حضور اقدس کو بے گور و گفن چھوڑ دیا۔ اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حسب تحریر مترجم طبری حس کے شیخ ہونے کا صاحب تہذیب کو بھی اعتراف ہے۔ انعقاد بنوی برود و شنبہ وقت پاشرست ہوا۔ اور دفن کی نوبت شب چار شنبہ اور یقتو لے شب جمعہ میں آئی۔ اگر جناب امیر وغیرہ بھی ہاشم اسی تکفین و تدفین ہی کے خیال میں لگے رہتے تو ان کاموں سے اسی دو شنبہ کو یقیناً غارت ہو جاتی۔ فنا ہو جوا بکھر فنا ہو جوا بتا۔ اور رجوب جناب امیر کو غسل تکفين و تہار بلا جازت شخصین انجام دینے میں کوئی حوف مخالفین نہ ہوا۔ تو دفن کرنے

ہی میں کیا خوف تھا۔ یا اگر اس وقت حضرت جبریل کی مدد کا سہارا اور آسرا تھا۔ تو وہ سرے وقت حضرت جبریل کیا اپنے استاذ کی مدد کرتے۔ علاوہ اس کے ہم یوچتنے ہیں کہ اگر مقتضناً محبت نبوی ہی خفا کے سب لوگ نوحہ و ماتم میں آگے رہتے اور اس سے سخت ترین حادثہ کا حکم سے کم دن میں روز تو سوگ اور نوحہ و ماثم کرتے۔ تو فرمائیے جتنا ب سیدہ جن کے خم و الہم کی کوئی حد نہیں تھی۔ وہ کیوں طلب ببراشدگ لئے ایک عام مجمع کے وقت خدمت صدقی میں وفات شریف کے تیسرے چوتھے روز ہی شریف نے اٹیں۔ اور بہت طول و طویل۔ فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا اور حضرت صدیق سے مناظرہ کیا جس کو محلہ غیرہ نے بجا رکھیں تھل کیا ہے۔ کیا نین دن ہی میر سارا غم جاتا رہا۔ اور کیا یہ حرص دنیا پر دال نہیں ہے۔ حالانکہ بعد تھق خصب شے مخصوص ب کا لینا آپ کو سب روایات شیعہ حرام تھا۔ پھر حرام پر یہ کہتے تھے ما تم خانہ سے نکلنا اور سارے رنج و عمر نو عہ و بکا کو طاق پر رکھ دینا اور عام مجلس میں لوگوں کے سامنے اس طاقت لسانی سے حضرت صدیق اور تمام لوگوں کو مخاطب کر کے خطبہ پڑھنا اور اپنے اثبات دھوئی کے لئے حضرت امیر حسنین وغیرہ سب لوگوں کو گواہی میں نے جانا جہنے پر صبری اور حب دنیا کے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے۔ حالانکہ صراحتاً الخواجہ مجلسی ہیں ہے۔ از کتاب ان دعویٰ و مخاصمات و مطالبات خود را نزد حکام جو رہ دل ۔۔۔ مگر بھروسی آپ نے دعوا فرک سے اجتناب نہ کیا۔ اور دنیا کے دنی کے لئے کنہا کا بار اپنے سردا لیا۔ بچھے حب الدنیا میں کل خطیثہ۔

فائدة

اور غاصب خلافت ہونے کی صورت میں حضرت صدیق کا حکم جابر ہونا اسکا
و متفقین تھا۔ ۱۶۷

صاحبہ نسبتی اسلام علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر کا وہ فلق و اضطراب
ہو بے ہوشی اس وجہ سے تھی کہ ان کو اس وقت تک آپ کے استقالہ کا یقین نہیں
ہوا اور یہ سمجھ کہ آپ کو بے ہوشی ہے۔ اور حب اس کا یقین ہو گیا تو مدد ہو شاکریت
جانی رہی۔ اور اس پی وہی مشاہد سمجھو کر بعض آئمہ مخصوصین کو ان کے رفقاء نے بہت
ہی مضطرب دیکھا۔ اور دیکھا کہ تھوڑی دیر میں بار بار گھریں گئے اور آئے آخر جو وقت
اندر سے روشنی کی آوانی تو وہ بار اقلق و اضطراب جاتا رہا۔ لوگوں نے سبب

پوچھا تو فرمایا یہیں اس رطیکے کی تکلیف سے ہمیں اس قدر بے چینی مخی او راب
وہ جانا ہر ہما تو فرق و اضطراب سے کیا فائدہ۔ إِنَّا لِهُ فِي أَنَّا لِلَّهِ مَا هُوَ بِحُجُونَ

نمبر ۱۱

(۱) گھر جو روایات اہل سنت کو شیعوں کے اگے پیش کرنے کی ضرورت
نہیں ہے۔ مثلاً فقط اس نظر سے کہ حضرات شیعہ کو کسی قسم کے افتراق و انشقاق کا موقع
نہ ملے بلکہ یقین اہل سنت کوئی جاتی ہے نسا میں شرکیتیں باسانیدہ متفقہ
حضرت محمد بن حفییہ صاحبزادہ جناب امیر زین الدین عہد سے مردی ہے۔ ان علیاً
بلعندہ ان رجلاً لا بدی بالمتعدد بائیں افتقال افتال نادہ اندھا خانہ۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہ عن حمود المحرر الصلیلیہ بیوم خیر
صحیح مسلم میں ہے۔ ان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ السلام ساخت ان
بیا ایها الناس ان اذنت اللہ فی الاشتمتاع من النساء و اهله اندھا خانہ
ذلک الی یوم القیامۃ۔

اب حضرت تابیدی کے بعد حلت کی گنجائش کہاں رہی۔ وہ نیل لاٹھا
نقش البیہقی عن جعفر بن محمد ادہ سئل عن المتعه فقال له الرضا علیہ السلام
سبحان اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماؤں خدا نے اس کو قیامت
تک کے لئے سلام کر دیا۔ اور اسی طرح جناب امیر بھی طلاق سخنے والے کویراہ
ٹھیکرائیں۔ اور حضرت سعادت متعہ کو عبیدہ زنا کہیں۔ پھر بھی حضرات شیعہ ہوائے
نفسانی اس کے حلت کا راک گائیں۔

(۲) جب روایات صحیحہ سے حضرت متعہ ثابت ہو گئی تو پھر حضرت عمر رضی اللہ
عنہ پر کیا اختراض رہا۔ حلت سابقہ سے کس کو انکار ہے۔ لفظ تو اس میں ہے کہ
حلت کے بعد حضرت متعہ ہوئی ہے یا نہیں۔ اور وہ بروایات صحیحہ ثابت ہوئی۔
جب جناب امیر بھی اپنے زمانہ میں متعہ کو حرام فرماتے ہیں تو پھر طلاق کس نے کیا۔
آپ کے بعد حلت کی وجہ اس پر نازل ہوئی۔

۳۔ اگر حضرت عمر کا یہ قول کر چکا ہے تو اس کا مدعی متعہ جائز ہا اگر ہم منع کرتے ہیں تو
بالفرض ثابت ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ جن کو حضرت دامت
کی خبر نہیں ہوئی وہ حلت سابقہ کی بناء پر اس کی حلت کے قائل رہے یا کر تے پھے
آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت صدیق، و اکابر صحابہ رضی اللہ

عنهم کو اس کی ملائع نہ ہوئی گہر کرڈی کی نوبت آتی اور حجب حضرت عمر کے زمانہ میں عوام الناس میں اس کی کثرت ہو گئی اور آپ کو خبر ملی تو مانعوت کی کہی۔ اس پر بھی جب تھنچ لوگ باز نہ آئے اور محنت کرنے لئے رحیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور حضرت صدیق کے زمانہ میں ہوتا رہا تو آپ کیوں منع کرتے ہیں۔

حضرت عمر نے کہا خواہ جو کہ ہواب ہم منع کرتے ہیں جلوس کرو۔ غرض ایسی ہے بھی اور ضد کا بھر اسی کے کیا جواب ہے۔ دیکھو شکوہ شریعت کے باب احیاء الموات میں عجین سے منقول ہے کہ حضرت زیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحیقی کی سیرابی میں مذاع ہوئی فربقین خدمت نبوی میں آئے آپ نے حضرت زیر سے انصاری کی رعایت کر کے نہ سرمابا "لقد رضورت و خوفڑا، پانی نے اواز پھر پتھر پر وسی کی طرف جانے دو" انصاری نے کہا۔ آپ نے ایسا اسے حکم دیا کہ زیر آپ کی پھوپھی کے میثے میں۔ اس پر آپ کو غصہ ہوا جس سے آپ کے چہرے کارنگ بھل گیا اور زیر سے فرمایا (اچھا آپ) اپنی کیاریوں کو خوب بھر لوٹ پانی جانے دو۔ "غرض پہلے قاتم" نے انصاری کی رعایت کر کے حضرت زیر کو اپنے حق سے کم بینے کی ہدایت کی مگر حجب اپنی غلط فہمی سے انصاری نے اس رعایت کو سمجھی اپنی حق تلفی سمجھی۔ تو آپ نے حضرت زیر کو ان کا پورا حق دلادیا۔ پس اگر هر کس و ناس کے فہم اور اس کے لایعنی دلائل کا انتباہ حاکم ہر لازم ہو تو معاذ اللہ حضوراً قدس پر بھی انصاری کی خوش فہمی کے بموجب حق تلفی کا الزام حاصل ہو گا۔ تعالیٰ جنابہ عن ذلک۔

خلاصہ یہ ہے کہ بوجب روایات اہل سنت تمامی صحابہ و خلفائے راشدین

۱۷ ملا انکہ حضرت صدیق سے بھی متعد کی ممانعوت ثابت ہے مگر مجوزین میں سے جو کہ اس کی خبر نہ ہوئی اور زمانہ صدیق میں متعد ہوتا ہوا دیکھا اسیں کو آپ کے علم پر محمول کر کے آپ کو بھی اس کا مجوز سمجھ گئے۔ اور اس کو دلیل جواز سمجھا۔ مؤلف الطهارۃ الحنفی و ایدریث الرحق لا ہوری کنز العمال سے، کرتا ہے سن ابی مليکہ قال قال عرف بن الزبید بن عباس اہل حکمت قال وما ذلک قال ثقہ لهم في المتفق
وقد علمت ان ابا بکر و عمر فرمیا عنہما افتخار علی الا للعجب ابی احمد شعیروں
الله صلی اللہ علیہ والہ ویحده شی عن ابو بکر و عمر :

امام والک امام ایں سے وہ کسی نہیں تھا کہ اس کو اطلاق ہو کر جیسا مان لک
صاحب فیقاب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں : "اہل سنت کو اطلاق ہو کر جیسا مان لک
اور ابن اور بیش شیعیہ کی قوم میں ہوئے کماہر محمد بن حسن اور ابوحنینیف نامی دو
شخص اس فرقہ میں ہوتے۔ لسان المیزان میں ہے کہ ابوحنینیف ناد سبیر کی کنیت ہے
اور ایک شخص مکنی با ابوحنینیف ہم عقیدہ زرارہ ہے۔ کہ جس کا حال کثیر میں برداشت ابوالسیر
یوں مردی ہے۔ قال قلت لابی عبد الله الذین امنوا و لم يلبسوا ایمانهم ظلم
قال اعاذنا الله واياك يا بابا صديمن ذلك الظلم ما ذهب اليه من دراره و
اصحابه و ائمه حنینیفہ و اصحابہ" ۝

شافی شرح کافی میں ہے کہ مراد اس ابوحنیفہ سے ابوحنیفہ بصری ہے مجبلہ
قوم بنی عامر فرقہ کو خوب جانتا تھا۔ اتنی بقدر الملوحت۔

غرض شیعوں نے انواع کا کوئی دقيقہ اٹھانہمیں رکھا ہے۔ علماء کے اہل سنت
کے ہنام جو لوگ شیعوں میں گزرے ہیں ان کے خرافات کو جبکہ علماء اہل سنت
کی طرف منسوب کر دیا جس سے جہلا کیا اکابر علماء تک دہوکا گھانتے گئے۔ صاحب
ہـ اپنے بھی اسی بنی پیرا مامن مالک کو مجوز متعہ بتلا دیا۔ حالانکہ ان کی کتب مذہب میں
کہم، اسرار کا وجود نہیں۔

عَلَامِ عَلَيْنِي شَرَحْ هَذَا يَمِينَ تَكْفِيرِهِنَّ - لِمَدِيَدَ كَوْنِي كَتَابَ مِنْ كِتَابِ الْمَالِكِيَّةِ
إِنَّهَا يُجَوِّزُ مَعَ اسْتِهْلَكِ الْكَارِبِيَّةِ فِي الْمُوَطَّدِ بِيَتِ عَلَى سَرْضِ اللَّهِ عَنْهُ أَنَّ

لئے اور نفع مذہب بیس اہل مذہب کا اعتبار ہے غیر مذہب والے کی نقل مقولی اہل مذہب کے خلاف ہرگز معقب نہیں۔ چنانچہ سید محمد صاحب مجتهد احباب استاد میں لکھتے ہیں وہ چنین تسبیح کے راستوں اسی دیدکار اونکذیب مماید حفیہ و شافعیہ وغیرہ اور ربانی بثقل فتاویٰ فقہاء سے امر بعد کر ایشان درکتب خود مذکور آن منسوب الیہم کردہ اند ۱۳ اور عزیز جباریہ جلد شافعی میں لکھتے ہیں۔ چنانچہ معلوم است کہ مذہب ابو عضیف را بہر شافعیہ میدانندہ مالک را مالکیہ و مذہب شافعی و احمد راشافعی و حنبلیہ یا اور حجۃ مالکیہ منکر جو از ہیں۔ پس صاحب مذہب کے خلاف صادر بہ ایکی نقل قابل اعتماد نہیں۔ یہ اس سے یہ بھی ثابت ہو اگر روایات حرمت متعجب ہیں و مستبدار میں مقول ہیں ان کی تکذیب غلط ہے۔ اور وہ بلاشبہ اُنکے ثابت ہیں۔ ماءِ نفح الشہر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عن متعة النساء بیوہ خیبر و
عاد تھے ان لا بیروی حدیثاً فی المؤطلاً و همیں ہب الیہ و لیتمل بہ۔
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو اس کی اباحت منقول ہوئی ہے صاحب پیری
اس کا یوں جواب دیتے ہیں:- وابن عباس صحیح رجوعہ الی قولہم فتفتر ر
الاجماع۔

اور حجب علمائے شیعہ کو صاحب پیری پر اعتماد ہے کہ ان سے
امام مالک کا ذہب نقل کرنے میں ہرگز غلطی نہیں ہوئی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ابن
عباس کے رجوع کو غلط کہیں۔ حالانکہ صاحب پیری رجوع ابن عباس کی جزا صحیح
بھی فرماتے ہیں۔

اب حجب بایحاء صحابہ جب میں امام معصوم بھی شامل ہیں۔ اور بروایات صحیح
مرفوعد متعذ کی حرمت مؤتیہ ثابت ہو چکی ہے پھر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ پر اعتراض
کیا وارد ہوا۔ بین عقل و ذاتیں پیدا کریں۔

(۲۷) روایات حرمت متعذ جناب امیر کرم اللہ وحیہ سے خود کتب معتبرہ شیخ تہذیب
استبصر طوسی وغیرہ میں موجود ہیں۔ استبصرار میں جناب امیر سے مردی ہے
حومہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحوم الحمرا الکلبیہ و نکاح المتعہ
رذ والفقار علی)

شیخ محمد حلی تہذیب میں برداشت صحیح امام زین العابدین سے روایت کرتے
ہیں کاشش بالمومنۃ فتن لہما۔ یعنی عورت مومن کو متعہ کر کے ذلیل اور رسوامت
کرو۔ "ذہنستہ جی الكلام" پس جب متعہ مومنہ کلئے باعث رسوائی ہے اور ذلیل
مولہ بالاتفاق حرام۔ تو متعہ کے حرام ہونے میں کیا شبہ رہا۔

(۲۸) علمائے شیعہ نے نفس جوانہ پر بن نہیں کیا۔ بلکہ اس لئے کاشش ناپاک کو تشویق
عوام کا الانعام و تزویج مذہب کے لئے برسر افلاک پوچھا دیا۔ اور جاہلوں کے
پسلے کو اچھا دام تزویج پیش کیا۔ اب علماء و رواۃ شیعہ کی عالی دماغی وبلند
پروازی دیکھئے۔

۱۰۔ اس روایت کی قصحیح اور اس کے رواثہ کی توثیق بقاعدہ محدثین امامہ بنہابیت بسما کے ثابت
کشف الخطأ عن متعة النساء، بین ثابت کی گئی ہے فاظر شمہر امن غفران اللہ۔

خلاصہ المسنح میں ہے کہ منہج کے بہت فضائل ہیں ایک بار منہج کرنے میں امام حسین کا درج ملتکے ہے دوبار میں امام حسن کا تین بار میں امام الائمه جناب امیر کا چار بار میں خاتم الانبیاء حضرت بشیر و نذیر کا پھر اسی فتح اللہ کے حامدان اور ابن بالویہ وغیرہ کے کیسے میں ہے کہ منہج ہمکے بوسریں چج اور عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ اور غسل کے قطرہ سے فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ اُس کی سبج کا ثواب فاعل و مفعول کو پوچھتا رہے۔ اور ساعی کو ثواب ان دونوں کے برابر معلوم ہیں کہ ملا زمان کیوں اُس سعی سے محروم ہیں دین والا دین نا اس کا ثواب موعود پاویں۔ پھر ان کے یہاں منحد و رویہ کہ مجمع علیہ شیعہ ہے اس پر طرہ ہے حلیۃ المتقین میں امام موسیؑ سے منتقل ہے کہ عورت کے ... کو جو مانا چاٹنا خوب بات ہے۔ کاش شکر چڑک کر ہوتا تو خوب مزہ دیتا۔ و کھا چیکا تو کتابی پوچھتا چاٹتا ہے۔ تخلیل فروج اس قوم میں شایع ہے چنانچہ جامع عیاسی میں لفظ و میاہات تمام بیان کیا گئی میں بلکہ خواص فخر ناجیہ اتنا عذر یہ ہے اور با جملع شیعہ وقت فرج جاریہ ایک خیر جاری ہے۔ اور اس کی خرچی کھانی حلال طیب۔ افرین برین مذہب۔ (قبقاب لال اللذاب)

لئے فی الحق و علی ابن احمد ہمیشی کہ از اجل علماء فرقہ امامیہ است و در گرد بلائے معا عتقیب
گذشتہ و امام جامع خایر و خطیب آسجا بود و از مجتہدان واجب الاطاعت ایشان و دیگر علمائے
احد ایش آفقت انکہ متعدد وریه با جماعت فرقہ امامیہ جائز است کہ یک زن را چند مرد یک شب
متغیر کنندہ رہیک ساخته یا وساخته - و نیز آفقت انکہ اصح نزد علمائے امامیہ آنست کہ متغیر ذوات
البسال سر جاگرا است چون از واج شان سنی با شنیدن زیر اک نکاح ایں سنت نزد مسیح
نیست ۱۰ کہو تو متعرو و وی اور رئنڈی یاری میں کوئی فرق رہا - نعمود باشد مگر زن شوہرداری روتا
اصح نہیں معلوم ہوتی - کیونکہ رسا الفقیر مجلسی میں ہے - و حوصلت متعہ زن بنت پرست وزن خان
و ناصیہ ۱۱ کیوں کہ شیخ ایں سنت کو بھی کہتے ہیں - سنت شیخ با عقائد زوج و سینی متعد حرام ہے تو ایسے
کے ساتھ متعد جائز گیب ہو سکتا ہے اور وہ کس ترتیبی - انتدار اس سندی ایک صورت ہے -
کہ زوج شیعی ہوا اور زوجی سنی تو اس صورت میں بقول فتنی تین نکاح صحیح نہ ہوا - جو کہ شیخ بھک مرتد
ہیں اسلئے بقول ایں سنت نکاح متعدد نہیں - فی الصواعق قال ابو بعلی العسکری علیہ الفقیر
فی سب الصحابہ ان کمان مستحلل الذکر لغزال و قد شمع طائف من العقباء من ایں بالکوف و خیر و بعلی
من سب الصحابۃ و کفر الزرا فخذ و قال محمد بن یوسف فربی و سهل علیہما السلام با بر قال کافر کلیں عسلی
علیہ قاتل لا دم کفر الزرا فخذ احمد بن یوسف و ابو بکر بن ہانی و فلانا لاؤکل زیاد ہم لاخ ہم مرتد ون؟
او رعدم جاز عن اشیعہ خود کلام مجلسی سے ظاہر ہے - ۱۲ منہ -

لئے علیہ المتفقین کی عبارت یوں ہے: از حضرت امام موسیؑ علیہ السلام پر سیدنہ کہ اگر کے
و ندرج ارش را بوسد چونست فرمود کے بلائے بنت ۱۳ و لا یختین.

تہلیکی کتابیں

تحقیقت شیخ : مولانا پیر قطبی شاہ صاحب
نایاب شیعوں کے سربراہ راز دل تک اخفا ف۔ فی
سینکڑہ پانچ روپے۔ فی نسخہ ایک آنہ۔
رکھاتِ زرائیخ۔ بسیں رکعتِ راویخ کا
بیوتِ قرآن۔ حدیث۔ آثار اجلع امت سے
فی سینکڑہ ایک روپہ۔

ہدایات القرآن :- عیسائیوں کے مشہور
رسالہ حفائیتِ قرآن کا بینج روڈ نیز اس سوال کے
ذریعہ میرزا میوں کے مخالفات بھی دوڑھ سکتے ہیں
عیسائی لاگھوں کی تعداد میں حفائیتِ قرآن کو
ہر سال صفت تعمیر کرتے ہیں۔ ہدایات القرآن
کی وسیع اشاعت ہمایت ضروری ہے قیمت
فی ... سینیڈہ سات روپے۔ فی لسخن تین آنہ
سُوْدَانِ میرزا مؤلفہ حاجی حسکیم داکٹر
محمد علی صاحب۔ اس سارے میں طبی دلائل اور مرز
صاحب کی تحریراتست ثابت کیا گیا ہے کہ
میرزا علام احمد قادریانی نہ بنی تھے نہ سیخ نہ مجدد تھے
نزوی۔ بلکہ مرض ماخولیا کے مرض تھے۔ ان کے
کل الہامات اور درجاوی تحفظ مرض ماخولیا کے
باعث تھے۔ برالم ذرا مارہ معاصرہ کے طبع شواہی
حس پیش کوئی تھے میرزا میوی عضو تحریریں کا دنیا سکر جوہب

سیف الدین رسول: بیک نتایب میں اولاد اپنیا
لطفاً نے مسئلہ خلافت پر سرکت آرا بحث کر کے خلفاء
شمائل رضوان اللہ علیہم حبیبین کی خلافت حقیقتہ قرآن: بیک
کی آیات سے ثابت کی ہے۔ اس آیت میں فیض باری اور خبر
داری اور آئینہِ ذہب ہے کہ رسائل بھی شائع کر سکتے
ہیں ملا اصفہانی مجتہد ذہبیست چہ کانتوی دربارہ عدم
جواز بدعاۃ تحریم بھی شایع کیا گیا ہے بحقیقت ۸۶
حضرت مزار شاہ: بھی جس طبقہ مسلمانوں کے دبیر
سماں نے کام اپنیشیں جو قادیانی بنبرسکے نام سے موسم پڑھا
تھا۔ اس نتائج ملده مضمون قادیانیوں کو روشنی میں بوجھ

شمس الاسلام - سید رضا خا^ب پتہ ہے تیت^۵ ملک کا

تبلیغی کتابیں

سو اخیات مطالم کرنے کے خواہشمند حضرات کے رسائل کو قیمت چار آنہ طلب فرمائتے ہیں ۔
کشف التلہیس حصہ اول ۔ مؤلفہ مید والیت حین شاہ صاحب دیوری امیر کتابشہ الاسلام سے ساقطبیح ہو گئی ہے۔ اسی چند کا پیاس زائد طبع کرائی گئی ہیں۔ شناقین جلدی طلب کریں۔
شیعہ کا رسائلہ نور ایمان کی دفع طبع ہو چکا ہے اس کتاب کے ذمیت شیعوں کے نور ایمان یا نکلت کفر کی حقیقت واضح کیا گئی ہے ان کے اعتراضات کے جوابات نہایت ممتاز و شاستری سے دئے گئے ہیں۔ قیمت چار آنہ ۔ ۔ ۔ ۔ دلار،

تازیۃ نہیہ طہرت (رویہداد مقدمات قاپانی) اس کتاب میں ان فوجداری مقدماء گور و ہور کی صور وہ درج ہے جن پر مبڑائے قادیان دوسال تک سرگردی رکرسات سور و پیغمبر یا زیر یا چہہ ماہ قید کے سزا یاب ہوئے تھے۔ ان اتفاقات کی تفصیل درج کتاب سے جو درود مقدمہ کے تو معین آتی ہے۔ مزار صاحب کا اجلیت میں شکار گزنا۔ لکھنوں پاؤں پر کھڑا رہنا۔ پایا سے جاں بلب ہو کر بیانی مانگنا اور بیانی نہ ملنا وغیرہ وغیرہ حالات قابلیتیں مزرا صاحب اور ان کے اراکین عذت مولوی نور الدین عبد الکریم کے حلقوی بیانات میں دفع بیان مارا

نبوت اور خلافت کی قلمیں بکھر لئے سیڑھی کافی ہیں تابت طبعت و میمہ ۔ ٹمیل اور پیغمبر نہیں قیمت صرف ایک دس روپیہ

میلے کا پتہ ۔

مشیحہ سرہ بدھ سلسلہ اسلام مہمیوہ۔ (پنجاب)

شیعہ شیر اسلام مولانا ابو الفضل افراحت صدیقہ دبابر۔ اس کتاب میں ہے
شیعہ کی حقیقت کامل ہو راضی کی گئی ہے شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی نظر کے کھنادنے مسائل شیعوں کے اصول فروع المذکوت کی صدقۃ قرآن وحدت احوال آئیہ سادات (کتب شیعہ کے حوالے سے) سرگرد دلائیں بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حربہ کا کام دینی ہے۔
مجتہدین شیعہ اس کے جواب سے عاجز آچکے ہیں شیعہ کے جملہ امور اضافات کے دندان نگن جواب دئے گئے ہیں قیمت تین روپے ۔ ۔ ۔ دستے
برق آسمانی بزرگ من قادیانی ۔ یہ وہ کتاب ہے جس کا انتظار کرتے ہر تین تحقیقین تھکل کئے تھے الجھوٹہ کو زبوبیح سے آراستہ ہو کر اس کا اول حصہ شایقین کے ہاتھوں میں جا رہا ہے مولانا ظہور احمد صاحب گوئی کی تحریک اکران تضیییف بزرگیں کاناطقہ بندرگانی۔ شناقین بہت جلد طلب کریں وہنہ ادیشیں شانی کا انتظار کرنا یا رکھا۔ قیمت (لگات کے پر اسی) صرف آٹھ آنہ ۸۰ روپیہ مشیحہ بکھریں۔ پنجاب کے مشہور مردوں نامور خاندان سے تاریخی مسترد حالات حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ملے مکاپیہ ۔

مشیحہ سرہ بدھ سلسلہ اسلام مہمیوہ۔ (پنجاب)

باہتمام خود گوئی اور یہ پڑھ پڑھ شریہ الریس کو کچھ فتوحات اسلام پھرہ پیجا جائے یہ ہے